www.khanqah.in

Visit us at: www.khanqah.in

ہفتہ وار

اشاعت کا چودھواں سال

14th year of Publication

مبلغ

The Weekly MUBALLIG

Srinagar Kashmir

سرینگر کشمیر

قیمت صرف 3 روپے

09/اگست 2013ء جمعۃ المبارک 01 شوال ۱۴۳۴ھ جلد نمبر: 14 شمارہ نمبر 29

''اَلْعِیْدُ لِمَنْ خَافَ الْوَعِیْد لاَ لِمَنْ لَّبِسَ الْجَدِیْد''

''عید اس کی نہیں جو نئے کپڑے پہن لیتا ہے

عید کا مستحق تو وہ ہے جو وعید سے مامون رہا''

(حضرت شیخ سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ)

رمضان کے بعد زندگی کیسے گذاریں؟

مولانا محمد اسماعیل قاسمی

''تقبل الله منا و منکم'' اللہ رب العزت ہمارے اور آپ کے رمضان المبارک کے روزے قبول فرمائے، تراویح اور دیگر کی گئی تمام عبادتیں بھی قبول فرمائے، آمین یارب العالمین۔

رمضان المبارک جیسا بابرکت ماہ اپنی رحمتوں کے ساتھ رخصت ہوگیا، جس نے اس کی قدر کی وہ نفع میں رہا، اور جس نے ناقدری کی محروم رہا، ماہ مبارک کیوں آیا تھا؟ تو قرآن کریم میں اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا ''لعلکم تتقون'' کہ تم پرہیزگار ہو جاؤ، اللہ رب العزت سے ڈرنے لگو، معلوم ہوا کہ ماہ صیام کی آمد کا مقصد کھانا، پینا، جاگنا، موج مستی کرنا، لھو لعب میں وقت ضائع کرنا نہیں بل کہ'' یاایھاالذین أمنوا اتقوالله حق تقاته'' یعنی اے ایمان والو! اللہ رب العزت سے ایسا ڈرو جیسا کہ اس سے ڈرنا کا حق ہے، اس آیتِ کریمہ میں جو حکم مؤمنوں کو دیا گیا اسی کی بجا آوری کیلئے رمضان کو شریعتِ مطہرہ نے مشروع قرار دیا، تا کہ پیٹ کے خالی رہنے سے بدنی طاقت کم ہو جائے، اور ساتھ ساتھ شہوانیت بھی کم ہو جائے، کیونکہ طاقت بدنی اور طاقتِ شہوانی کے درمیان گہرا رابطہ ہے، جب طاقتِ بدنی کم ہوتی ہے تو طاقت شہوانی جو معصیت پر آمادہ کرتی ہے خود بخود کم ہو جاتی ہے اور انسان آسانی کے ساتھ گناہوں سے اپنے آپ کو بچا سکتا ہے، حدیث شریف میں اس کو ''وجاء'' یعنی روزہ ڈھال ہے گناہوں سے بچنے کیلئے کہا گیا، شریعت طیبہ نے مؤمن کو ایک ماہ روزہ رکھنا مکلّف کر کے چاہا کہ بندہ گناہوں سے بچنے کا رمضان المبارک میں اپنے آپ کو عادی بنائے تا کہ بقیہ گیارہ مہینوں تک یعنی سال بھر گناہوں سے اپنے آپ کو آسانی کے ساتھ بچانے کی پریکٹس ہو جائے، حضرت مولانا ابرار صاحب دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک موقعہ پر عجیب نقطہ بیان کیا فرمایا: عید کی نماز کے لئے اذان نہیں دیجاتی؛ کیوں؟ اسلئے کہ بندے رمضان المبارک میں روزے کی برکت سے ایسے متقی اور پرہیزگار بن گئے ہیں، کہ اب تو ان کو نماز کیلئے بلانے کی بھی ضرورت نہیں بغیر بلائے وقت پر ہی نہیں وقت سے پہلے نماز کیلئے عیدگاہ میں آجائیں گے اللہ اکبر کیا خوب نقطہ خطیب الامتؒ نے بیان کیا! ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا، اے اللہ کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ رب العزت کے ارشاد ''والذین یؤتون ما آتو وقلوبھم وجلة انھم الی ربھم راجعون'' (سورۃ مؤمنون) سے مراد، کیا شراب نوشی کرنے والے چوری اور زنا کرنے والے ہیں؟ آیت کا ترجمہ اور جن لوگوں کو دیا گیا، وہ جو دیا گیا، جبکہ ان کے دل خوف زدہ ہوگئے اسلئے کہ وہ (یقین رکھتے ہیں کہ) اپنے پالنہار اور پروردگار کے طرف لوٹائے جانے والے ہیں تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ صدیق کی بیٹی، اس سے مراد وہ لوگ ہیں، جو روزے رکھتے ہیں نمازیں پڑھتے ہیں صدقے خیرات کرتے ہیں، اور پھر اس بات سے ڈرتے رہتے ہیں کہ کیا ان کے اعمال صالحہ قبول ہوئے یا نہیں؟ یہی وہ لوگ ہیں جو خیرات میں سبقت کرتے ہیں۔ اس پوری روایت کا خلاصہ یہ ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سورہ مؤمنین کی ۶۰/ویں آیت کی مراد سمجھ نہ سکی تو انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ میں ''الذین یؤتون ماآتو'' کی مراد گنہگار بندے سمجھی کہ گناہ کرنے کے بعد وہ خوف زدہ ہو جاتے ہیں، اور یوم الحساب کا منظر انہیں یاد آجاتا ہے، تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا نہیں بلکہ اس سے مراد اعمال صالحہ کرنے والے وہ مخلصین ہیں، جو عمل صالحہ کر کر مطمئن نہیں ہوتے، بلکہ ڈرتے رہتے ہیں کہ پتہ نہیں ہمارا عمل عنداللہ قبول بھی ہوا یا نہیں؟ اور پتہ نہیں کل قیامت کے دن کیا ہوتا ہے، اجر بھی ملتا ہے یا نہیں؟ کہیں ریاء کاری بدنیتی شرک فی العبادۃ جیسی کسی چیز کی آمیزش تو نہیں ہوئی، جن کا علم اللہ کے علاوہ کسی کو نہیں، یہ ہے اصل حقیقت ہم لوگوں کی طرح نہیں، اگر ایک نیکی کی ہو تو بس ختم ہوگیا، پوری دنیا میں ڈھنڈھورا پیٹیں گے، اور مطمئن ہو جائیں گے، کہ عمل قبول ہو ہی گیا، لہٰذا کوئی فکر کی بات نہیں میرے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''والمخلصون علی خطر عظیم'' کہ مخلص بھی عظیم خطرے پر ہے۔ حضرت حسن بصریؒ فرماتے ہیں مؤمن کی نشانی یہ ہوتی ہے کہ وہ خوب محنت ومجاہدہ سے نیکی کرتا ہے، مگر اللہ سے ڈرتا رہتا ہے، اور منافق کی نشانی یہ ہے کہ وہ برائی کر کر بھی مطمئن رہتا ہے ڈرتا نہیں۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں مروی ہے کہ جب رمضان المبارک کی آخری رات ہوتی تو آپ فرماتے، ہائے کاش مجھے معلوم ہو جائے کہ کون ہے وہ شخص جس کی رمضان المبارک میں عبادتیں قبول ہوگئی، تو میں انہیں مبارک باد دیتا، اور اگر مجھے معلوم ہو جائے کہ کون ہے، جس کی عبادتیں قبول نہ ہو سکی اور وہ محروم رہا تو ہم اس کی تعزیت کرتے۔ حضرت عبداللہ ابن مسعود کی بارے میں مروی ہے کہ آپ اختتام رمضان پر فرماتے آئے وہ شخص جس کی عبادتیں قبول ہوی، تجھے مبارک ہو، اور وہ شخص جس کی عبادتیں مردود ہوئی یعنی قبول نہ ہوسکی، اللہ تیرے نقصان عظیم کی تلافی اور بھرپائی کرے۔ حضرت عامر ابن قیسؓ کے بارے میں مروی ہیکہ وہ اختتام رمضان پر رونے لگے، تو لوگوں نے کہا آپ کیوں رو رہے ہیں؟ تو فرمایا قسم بخدا متاع دنیا کے ضائع ہونے پر نہیں رو رہا ہوں، میں تو روزے میں پیاس کی شدت پر اور ٹھنڈی رات میں اللہ کے حضور میں کھڑے ہونے کی مشقت کے ہاتھوں سے چلے جانے پر رو رہا ہوں، یعنی روزہ تراویح اور دیگر رمضانی عبادت اب نہ ہونے کا افسوس ہے۔ حضرت عمر ابن عبدالعزیز نے عید الفطر کے خطبہ میں فرمایا، اے لوگو! تم تیس دن روزے رکھے اور تیس راتوں میں اللہ کے حضور تراویح اور نمازیں پڑھیں، اور آج تم عیدگاہ کی طرف آئے ہو، تا کہ اللہ سے دعا کرو کہ وہ تمہاری عبادتوں کو قبول کرے۔ ایک بزرگ کو عید کے دن لوگوں نے غم زدہ دیکھا تو لوگوں نے کہا کہ خوشی اور مسرت کے دن آپ غم زدہ کیوں نظر آرہے ہیں؟ تو فرمایا، بات تو صحیح ہے کہ یہ خوشی اور مسرت کا دن ہے، مگر مجھے اس بات نے غم میں ڈال رکھا ہے کہ میں اللہ کا بندہ ہوں جس نے مجھے روزے اور دیگر عبادات کا حکم دیا، مگر مجھے نہیں علم کے میرے یہ اعمال عنداللہ مقبول بھی ہوئے یا نہیں؟ ۔علامہ ابن رجب فرماتے ہیں: اسلاف و اکابر کا طریقہ یہ رہا کہ وہ چھ ماہ دعا کرتے کراتے، ہمارے لئے رمضان المبارک کا ماہ مبارک مقدر فرمایا اور چھ ماہ دعا کرتے اللہ ہمارے رمضان کے روزے اور تمام عبادتوں کو قبول فرمائے!

عبدالعزیز ابن روّاد فرماتے ہیں کہ میں نے بے شمار صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیھم اجمعین کو دیکھا کہ جب بھی وہ کوئی نیکی کا کام کرتے، پھر اس فکر میں مبتلا ہو جاتے کہ پتہ نہیں ان کا یہ عمل اور یہ نیکی قبول ہوئی یا نہیں، اور پھر خوب قبولیت کی دعا کرتے۔ بشر حافی رحمۃ اللہ سے کسی نے دریافت کیا، کہ حضرت بہت سے مسلمان ایسے دیکھے گئے، جو صرف رمضان المبارک میں خوب عبادت اور مجاہدہ کرتے ہیں اور بقیہ سال بھر پھر کچھ نہیں، تو آپ نے فرمایا، ایسا اسلئے کہ انہوں نے اللہ کو کماحقہ نہیں پہچانا، اور // بقیہ صفحہ 2 پر......

ضروری گذارش: محترم قارئین کرام! یہ اخبار عام اخباروں کی طرح نہیں، اسلئے اس کا ادب و احترام ہمیشہ قارئین پر واجب ہے۔ مدیر

بقیہ: رمضان کے بعد زندگی

عارضی صرف رمضان المبارک کی حدتک کی عبادت کس کام کی؟ اصل عبادت اور حقیقی صلاح وتقویٰ تو یہ ہے کہ مسلمان سال بھر عبادت وریاضت ومجاہدہ ومحاسبہ میں لگا رہے۔حضرت شبلیؒ سے کسی نے دریافت کیا رجب افضل یا شعبان؟ تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کے بندۂ خدا شعبانی اور رجبی بن کر کیا فائدہ، ربانی بن جا، یعنی صرف رجب وشعبان کی فضیلت معلوم کر کے اسی میں عبادت مت کر بلکہ ربانی بن جا، یعنی سرتا پا از شعور تا موت اللہ کا ہوکر اسی کا بن جا، تا کہ کامیاب وبامراد ہوجائے۔

بندۂ خدا، کیا تجھے اللہ کے یہ حیرت انگیز فرامین نہیں پہنچے، ایک جگہ اللہ فرماتے ہیں''سابقوا الی مغفرۃ من ربکم الخ''لوگو! اپنے پروردگار کی مغفرت کی طرف سبقت کرو، اور ایسی جنت کی طرف جس کا طول وعرض آسمان وزمین کے طول وعرض کے برابر ہے۔ایک اور مقام پر اللہ رب العزت ارشاد فرماتے ہیں''سارعوا الی مغفرۃ من ربکم ''(سورہ آل عمران ۱۲) دوڑ پڑو اپنے پروردگار کی مغفرت اور ایسی جنت کی طرف جس کا عرض آسمانوں وزمین کے برابر ہے، جو متقیوں کے لئے تیار کی گئی ہے، ان آیتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ مؤمن کو اللہ رب العزت کی جانب سے جو تحریض وصرف عارضی طور پر صلاح وتقویٰ پر آنے کی نہیں، جیسا کہ ہمارے معاشرے کا حال ہے بل کہ ہمیشہ ہمیشہ کیلئے اللہ بندۂ مسلم کو اپنی چوکھٹ پر بیٹھانا چاہتے ہیں، کہ وہ اللہ رب العزت کا ایسا مطیع وفرمانبردار اور عاشق بن جائے کہ اللہ اس سے راضی ہوکر اسے سیدھا جنت میں جگہ دیدے۔

رمضان المبارک کے بعد کیا کریں ؟

☆برادران اسلام اللہ کی رحمتیں بے پناہ ہیں اور وہ صرف رمضان المبارک کی حد تک محدود نہیں بل کہ سال بھر، زندگی بھر بل کہ رہتی دنیا تک، یہاں تک کہ قیامت کے دن اور قیامت کے بعد آخرت میں بھی اسی کے فضل وکرم اور رحمتوں سے مؤمنین ابدالآباد تک جنت میں سکونت پذیر رہیں گے، اللہ کرے کہ ہم بھی جنت کے باسیوں میں ہوں، مگر اس کیلئے ہمیں دنیا میں کچھ کرنا ہوگا، جس سے اللہ کی رحمت ہمارے طرف متوجہ ہوجائے، اور وہ ذات بابرکت ہم سے راضی ہوجائے، لہذا ہم رمضانی مسلمان ہونے کے بجائے ربانی مسلمان بننے کی سعی کریں، اللہ رب العزت ہمیں ربانی بنائے ایسے اعمال کرنے کی توفیق عطا فرمائے، اور جو باتیں ذیل میں ذکر کی جارہی ہیں، اس پر اولاً نا چیز کو ثانیاً تمام قارئین کو عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔

☆برادران اسلام رمضان المبارک میں جس طرح ہم نے پانچوں نمازوں کا اہتمام کیا ہم یہ عہد کریں یہ نیت کریں، اب انشاء اللہ رمضان کے بعد بھی ہم اس کا پورا اہتمام کرینگے، جیسا کہ رمضان میں اہتمام کیا، اسلئے کہ نماز دین کا ستون ہے سات سو سے زائد مرتبہ اللہ رب العزت نے نماز قائم کرنے کا حکم دیا ہے'' اللھم اجعلنی مقیم الصلوۃ ومن ذریتی ''۔جس طرح رمضان المبارک میں آپ نے گناہوں سے اجتناب کیا یا کم از کم کوشش کی رمضان کے بعد بھی وہی اہتمام باقی رکھیں، اسلئے کہ اتیانِ رمضان (رمضان کے آنے) کا مقصد ہی تقویٰ تھا، جسکے معنی ہی ہے گناہوں سے اجتناب اور اطاعت خداوندی واطاعت رسول ہے ''اللھم اجعلنا ممن یطیع اللہ ورسولہ ''

☆عزیزو! روزہ ڈھال ہے روزہ ایک مضبوط قلعہ ہے روزہ کی حالت میں انسان شوق اور جذبہ کے ساتھ اللہ کے سامنے گریاوزاری کرنا ہے، گناہوں سے انسان بچتا ہے اطاعت پر آمدہ ہوجاتا ہے، لہذا صرف رمضان کے روزے رکھے اور اس پر اکتفا کرلے یہ مناسب نہیں، بلکہ دیگر جن روزوں کی فضیلتیں احادیث میں وارد ہیں ان کا بھی اہتمام کریں، مثلا شوال کے چھ روزے حدیث شریف میں ہے، جو شخص رمضان کے روزے رکھے اور اسکے بعد شوال کے چھ روزے رکھے وہ گویا ایسا ہے، جیسے اس نے پورا سال روزے رکھے اسلئے کہ ہر نیکی کا ثواب دس گنا اللہ کی جانب سے بندے کو دیا جاتا ہے، سال بھر کے ایام کی تعداد ۳۶۵ رہے رمضان کے تیس اور شوال کے چھ ملا کر چھتیس ہوجاتے ہیں، اور چھتیس کو دس سے ضرب دو تو تین سو ساٹھ بن جاتے ہیں، تو گویا سال بھر کے روزے کا ثواب مل جاتا ہے، اگر ہر سال کوئی ایسا کرے تو پوری زندگی روزہ دار میں شمار ہوگا''اللھم وفقنا وتقبل منا''۔

☆ جس طرح رمضان المبارک میں تراویح اور تہجد کا اہتمام کیا اسی طرح رمضان کے بعد بھی تہجد، چاشت اور اشراق کا اہتمام کیا جائے، اور اپنے آپ کو اسی کا عادی بنایا جائے تا کہ بے شمار فضائل واجر عظیم سے مالا مال ہوسکیں۔

☆جب رمضان المبارک میں آپ نے تلاوت قرآن کا اہتمام کیا ہے اور کئی ایک قرآن ختم کیا ہے رمضان کے بعد بھی اہتمام کے ساتھ قرآن کی تلاوت کرتے رہیں اسلئے کہ اسکے بے شمار فوائد آپ خود محسوس کرینگے، اور ویسے بھی کچھ نہ کچھ پڑھنا ضروری ہے، زیادہ نہیں تو دو چار آیات ہی سہی مگر ضرور پڑھیں۔

☆رمضان المبارک میں روزے کی وجہ سے آپ کذب بیانی عین، بہتان وغیرہ سے بچتے رہے، لہذا رمضان کے بعد بھی ان مہلکات سے پورا پورا اجتناب کریں۔

☆رمضان المبارک میں آپ نے صدقہ خیرات کر کے جود وسخا سے کام لیا رمضان کے بعد بھی وقفہ وقفہ سے صدقہ خیرات کرتے رہیں کیوں کہ صدقات سے بلائیں ٹل جاتی ہیں، کام بن جاتا ہے روزی میں برکت ہوتی ہے۔

رمضان میں ضیاع وقت کا آپ نے پورا خیال رکھا لغو اور بیکار کاموں میں وقت ضائع کرنے کے بجائے عبادات میں صرف کیا، تو اب رمضان کے بعد بھی کھیل تماشوں لغو وفضول باتوں، ٹی ویوں اور بازاروں میں وقت ضائع نہ کریں، فرصت کے وقت میں یا تو قرآن کی تلاوت کریں یا کوئی ذکر کریں اور کچھ نہیں تو خاموش بیٹھے رہیں یا کسی دینی کتاب کا مطالعہ کریں؛ بہر حال وقت جیسی قیمتی دولت کو ضائع نہ کریں جو ہاتھ میں سے ایک بار جانے کے بعد واپس نہیں آتا۔

☆خلاصۂ کلام یہ کہ مؤمن کی پوری زندگی جہد مسلسل ہونی چاہئے۔رمضان صرف عبادت کے لیے نہیں بل کہ پوری زندگی ہی عبادت کیلئے ہے قرآن میں اللہ رب العزت نے تخلیق کا مقصد ہی عبادت بتلایا، اور ایک جگہ ارشاد باری ہے:''واعبد ربک حتی یأتیک الیقین''تو اپنے پروردگار کی عبادت کر یہاں تک کہ موت آجائے، یعنی سن شعور سے لیکر غررۂ موت تک اپنے ضروری کام کاج کے علاوہ بقیہ وقت عبادت ہی میں صرف کر، تب مانا جائیگا کہ تو نے مقصد تخلیق کا حق ادا کرنے کی کوشش کی۔

ضروری اعلان

اگلے ہفتہ یعنی 16 راگست 2013 جمعۃ المبارک ہفتہ وار مبلغ کے دفتر میں تعطیل رہے گی۔لہذا مبلغ کے قارئین کرام اُس شمارہ کا انتظار نہ فرماویں۔ مدیر

بقیہ: مدارس اسلامیہ

اللہ تعالیٰ نے قرآنِ مجید میں اپنے علم سے بے بہرہ انسان کی مثال اس گدھے سے دی ہے جس پر کتابوں کا بوجھ لدا ہوا اور وہ اس سے بے خبر ہو کہ وہ کیا چیز اپنے اوپر اُٹھائے ہوئے ہے اسی طرح علم الٰہی کو محض دُنیا کے عیش حاصل کرنے کیلئے استعمال کرنے والے کی مثال اس کتے سے دی ہے جو ہر حال میں اپنی زبان لٹکائے ایک روٹی کے ٹکڑے کی طلب میں سب کے پیچھے دوڑتا پھرتا ہے۔اللہ نہ کرے ہم س کسی پر یہ مثالیں چسپاں ہوں۔اللہ کرے ہم اپنی نئی نسل کو جو ہماری ساری اُمیدوں کا مرکز ہیں ان کی بہترین ذہن سازی کر کے فلاح انسانیت کے اسلامی مشن کو بخوبی پورا کرسکیں۔نوجوان نسل کسی بھی قوم کی سب سے بڑی طاقت ہوتی ہے۔اگر انہیں صداقت عدالت اور شجاعت کا سبق پڑھا کر دُنیا کی امامت کے عہدے پر فائز نہ کیا گیا تو یہ ابلیسی پڑھا کر دُنیا کی امامت کے عہدے پر فائز نہ کیا گیا تو یہ ابلیسی نظام دُنیا کو اپنے پنجۂ استبداد میں یونہی جکڑے رہیگا اور اسکے کارندے رگ انسانیت سے یونہی خون چوستے رہیں گے۔ضرورت ہے کہ انتہائی بے دار مغزی اور اولوالعزمی کے ساتھ ہم اپنے فرض منصبی کی ادائیگی کیلئے اُٹھ کھڑے ہوں اور اپنی تمام تر صلاحیتوں کو اس راستے میں لگادیں ساتھ ہی نماز اور صبر کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کی استعانت بھی طلب کرتے رہیں۔پوری دِل سوزی اور اخلاص کے ساتھ اپنی نئی نسل کو جو مغرب پرستی کے جوش میں الحاد وبے دینی بحاشی وعریانی، سودخوری اورمی خوری کے طوفان بلاخیز میں ایک تنکے کے مانند بہتی چلی جارہی ہے، اسے صراط مستقیم پر لانے کی کوشش کریں۔ان کے اندر یہ شعور بیدار کریں کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں تسخیر کائنات کیلئے پیدا کیا ہے وقت کے دھاروں کے ساتھ بہنے کیلئے نہیں۔

آج جتنے مدارس قائم ہیں اگر وہ سب اپنی ذمہ داری کو بھر پور طریقے سے محسوس کریں اور اسلام کی سچی روح کو اپنے طلباء میں اتارنے کی کوشش کریں۔اساتذہ پورے اخلاص کے ساتھ ان کی تعلیم وتربیت پر توجہ دیں۔اسلامی علوم کے ساتھ ساتھ ان کے اندر اسلامی اخلاق وکردار کی نشو ونما کی فکر کریں، عملی زندگی میں انہیں اتنا پر اعتماد بنادیں کہ وہ وقت کے تقاضوں کو سمجھ کر ان کا جرأتمندانہ مقابلہ کرسکیں، مدرسوں کو زندگی کی حرارت۔محبت کی تپش۔عرفان وآگہی کا گہوارہ بنادیں۔انہیں خداشناسی کا سبق پڑھائیں تا کہ پھر کوئی اقبالؔ یہاں سے نمناک نہ اُٹھے۔

ماہِ رمضان مہمانِ حق جُدا ہونے لگا
صائموں میں ایک محشر سا بپا ہونے لگا
ہے صف ماتم بچھی آہ وبکا ہونے لگا
خیرو برکت کے یہ لمحے جسکے باعث تھے نصیب
جسکے دَم سے رحمتِ مولیٰ رہی ہم سے قریب
آہ! وہ مہمان کیوں ہم سے جدا ہونے لگا
جس مہینے میں ہوا واللہ قرآن کا نزول
لیلۃ القدر آئی جس میں تو دُعائیں ہوں قبول
جارہا ہے چھوڑ کر کیوں وہ خفا ہونے لگا
مسجدوں میں خاموشی ہے شمعیں بھی بے نور ہیں
ڈوبی ہے غم میں فضا اب رونقیں بھی دُور ہیں
ایسا عالم اے خدا کیوں رونما ہونے لگا
فاطمہ زہراؓ کی فرقت اورہجرت مرتضیٰؓ
اِک قیامت سے نہیں کم غم زدہ ہے یہ فضا
حیف! ہجرصوم سے دل غم کدہ ہونے لگا
دل میں ہے افسوس ارشدؔ جارہا ہے ماہِ صیام
غفلتوں میں کٹ گئے دن ہم رہے مائل بہ نوم
اُف ! مقدس مہمان ہم سے جدا ہونے لگا

www.khanqah.in

www.khanqah.in

ہفتہ وار
مبلغ
سرینگر کشمیر

09/اگست 2013ء جمعۃ المبارک

فیضانِ رمضان محفوظ رہے......!؟

انسان کا سب سے بڑا دُشمن شیطان نہیں بلکہ نفسِ لمّارہ ہے جواسے ہرآن برائیوں پر آمادہ کرتا رہتا ہے۔خالق کائنات جوتمام علوم،فنون، معارف کا منبع ہے سے بڑھ کرکون انسان کا سب سے بڑا محسن، معالج اورترقی کی راہوں پر چلانے والا ابدی زندگی کا فکر کرنے والا ہوسکتا ہے؟

یقیناً کوئی نہیں!ہاں ایک ذاتِ اقدس ہےوہ ہے رحمۃً للعالمین کی ذاتِ مقدسہ جسے ہرآن غم انسانیت ستارہی تھی۔اور یہ غم حدود سے بڑھنے لگاتو اللہ پاک کوتسلی دینی پڑی ''لَعَلَّکَ بَاخِعٌ نَفۡسَکَ عَلیٰ اٰثَارِھِمۡ اِنۡ لَمۡ یُؤۡمِنُوۡا بِھٰذَاالۡحَدِیۡثِ اَسَفًا'' (شاید آپ (اے محمد ﷺ) اپنے آپ کوان کے پیچھے غم کے مارے ہلاک کریں گے)

حکیم مطلق اللہ عزشانہٗ نے مومنین کی عظیم اور ابدی کامیابی کیلئے روحانی تربیت کا بہت ہی کارگر ماہِ رمضان کے ذریعے انتظام فرمایا،حق یہ ہے جوبھی مومن اس مبارک مہینے کے ساتھ انصاف کرپائے تو وہ پورے سال کیا بلکہ پوری زندگی اس کی برکات اور رحمتوں کا برسنا محسوس کرے گا۔بدقسمتی یہ ہے کہ دُنیائی زندگی میں اگر کسی سال منافع گذشتہ سال کے مقابلے میں کم ہوتے ہیں تو انسان وہ محسوس کرتا ہے اورافسوس کرتا ہے کہ ہائے کیا ہوا! امسال نفع کم ہوا۔حالانکہ نقصان نہیں ہے کیونکہ اصل سرمایہ اور رأس المال محفوظ ہے مگر یہی سوچ دین کے بارے میں استعمال نہیں کی جاسکتی ہے، ہر رمضان ہمارے لئے رفع درجات کا مزید سبب بننا چاہیے،مگر افسوس کی بات یہ ہے کہ رمضان المبارک کے رُخصت ہونے کے ساتھ ساتھ ہماری نمازیں، تلاوت، سخاوت، صبروتحمل،غریبوں کی غم خواری غرض اکثر صالحات اور حسنات رُخصت ہوتی ہیں،اور نئے رمضان کے آنے تک ہم دینی اعتبار سے قرضے میں ڈوبے ہوئے ہوتے ہیں! چنانچہ رمضان المبارک کے برکات سے پہلے گذشتہ قرضے کی تلافی کرنی پڑتی ہے، اُس کے بعد ثواب ریزرو(Reserve) ہونے لگتا ہے۔ فالی اللہ المشتکیٰ

آیئے عہد کرتے ہیں کہ ہم نفس پرستی ،خودغرضی ، رسم کی پوجا اور اللہ کی ہرطرح کی نافرمانی چھوڑ کر شریعت طیبہ کے ابدی احکام کے مطابق اپنی پوری زندگی گزاریں گے۔

رمضان المبارک کے آخری لمحات

سرورِ دوعالم صلّی اللہ علیہ وسلّم نماز پڑھ کر استغفار کرتے کیونکہ اللہ عزشانہٗ کی بزرگی کا کوئی اندازہ نہیں کرسکتا۔ جس عظمت ، محبت، معرفت کے ساتھ عبادت کی جانی چاہیے وہ آدمی کرنہیں پاتا۔اسلئے سرورِ دوعالم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اُسوۂ طیبہ ہمارے لئے قائم فرمایا کہ عبادت انجام دینے کے بعد اللہ سے معافی مانگنی چاہیے اور یہی چیز اولیاءاللہ بھی تعلیم فرماتے ہیں، چنانچہ حضرت امیر کبیر رحمۃ اللہ علیہ ''مَا عَبَدۡنَاکَ حَقَّ عِبَادَتِکَ'' اے اللہ تیری شانِ جلال کے مطابق ہم عبادت نہ کرپائے۔تو فطری بات ہے مومن جب رمضان المبارک کو رُخصت کرے گا تو اُس کی آنکھیں اشک بار ہونی چاہیے اورزبان پر یہ ہونا چاہیے،''اے اللہ! تیرا یہ بہت قابل قدر مہمان اُمت محمدیہ علی صاحبہا الصّلوٰۃ والسّلام کے پاس تشریف لایا تھا لیکن ہم سے اس کے ساتھ صحیح انصاف نہ ہوسکا، ہم قصوروار ہیں، خطا کار ہیں ،گنہگار ہیں،ہمیں اپنی جرائم کا اعتراف ہے، تیری وسیع رحمت سے ہم نا اُمید نہیں، دُعا ہے اس کی برکتوں سے ہم محروم نہ ہوں،اور جن نفوس قدسیہ کو آپ نے خصوصی رحمت ،مغفرت ،نجات اور رضا سے نوازا، ہمیں بھی اُن میں شامل فرما، تیری شانِ غفّاری وستاری میں کوئی کمی نہیں آسکتی۔دلوں کی زمین تھوڑی بہت کاشتکاری کی ابتدائی مراحل سے اس قابل ہوگئی کہ اس میں قرآن کریم کے پھول بوٹے لگادیئے جائیں، ہم شرمسار جبین کے ساتھ التجا کرتے ہیں کہ گلستان بنانے کیلئے ہمارے یہ سیاہ دل عفو اور درگذر اور فضل کا معاملہ فرماکر قبول کئے جائیں''۔

(محمد حمید اللہ۔غفرلہ)

جواھر القرآن

سورۃ الّیل (آیت ا تا ۴)

''قسم ہے رات کی جب کہ وہ چھپالے۔اوردِن کی جب کہ وہ روشن ہوجائے اوراس کی جس نے نراور مادہ کو پیدا کیا۔کہ بےشک تمہاری کوششیں مختلف ہیں۔''

وجہ تسمیہ زمانۂ نزول: اس سورۃ کی ابتدا ہی لفظ والّیل سے ہوئی ہے، لیل کے معنی رات کے ہیں،اسلئے علامت کے طور پر اس کوسورۃ الیل کہا جاتا ہے یہ بھی مکی سورۃ ہے اوراس کا نزول مکہ میں دعوتِ اسلام کے ابتدائی دَور میں ہوا ہے۔

شانِ نزول دومختلف کردار

اس سورۃ کا مضمون اگرچہ عام ہے لیکن روایات کثیرہ شاہد ہیں کہ اس سورۃ کا نزول سیدنا حضرت ابوبکر صدیقؓ اور کفار مکہ میں امیہ بن خلف کے متعلق ہوا۔حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلویؒ نے اپنی تفسیر میں لکھا ہے کہ سبب نزول اس سورۃ کا یہ ہے کہ مکہ معظّمہ نے اپنی تفسیر میں لکھا ہے کہ سبب نزول اس سورۃ کا یہ ہے کہ مکہ معظّمہ میں دوشخص رئیسوں میں بڑے مالدار تھے، ایک حضرت ابوبکر صدیق اور دوسرا امیہ بن خلف اوران دونوں کا معاملہ مال صرف کرنے میں مختلف تھا۔امیہ مال بہت رکھتا تھا اور متعدد غلاموں کوتربیت کرکے ہرایک کوایک ایک کام سپرد کیا تھا۔کوئی کھیتی کا نگراں تھا،کوئی میووں کے باغ کا۔کوئی قیمتی کپڑوں کی تجارت پر تعینات تھا۔کوئی مویشی اور جانوروں پر مقرر تھا تاکہ دودھ دہی اورنسل کی خبرداری کرے،اس تدبیر سے بہت مال جمع کیا تھا مگر باوجود ثروت ومالداری کے ایک کوڑی غریب وفقیر کونہیں دیتا تھا،اوراگر کبھی کوئی غلام کسی محتاج کو کچھ دے دیتا تواس پر خفا ہوتا اوراگر کوئی اس کم بخت کوبطور نصیحت کچھ سمجھاتا تھا کہ باوجود اس کثرت مال کے اللہ کی راہ پر محتاجوں اور مسکینوں کوکس واسطے نہیں دیتا اورآخرت کا ذخیرہ کیوں نہیں کرتا تووہ بدبخت اس کے جواب میں کہتا کہ اول تو آخرت ہے کہاں اوراگر بالفرض ہوئی بھی تواس قدر مال دولت اسباب اوراولاد میں جمع کیا ہے کہ مجھ کو کچھ احتیاج جنت کی نعمتوں کی نہیں ہے جن کی طمع اورلالچ محمد (صلّی اللہ علیہ وسلّم) فقیروں اورمحتاجوں کودیتے ہیں اوراس سبب سے ان لوگوں کواپنا گرویدہ کرتے ہیں۔مجھ کوکچھ پروانہیں۔اس کے غلاموں میں ایک حضرت بلالؓ بھی تھے، جوپوشیدہ طور پر اسلام لے آئے تھے، جب اس کوآپ کے اسلام لانے کی خبر پہنچی تواس ملعون نے کہا کہ اس دین کوچھوڑ دے نہیں تو میں بُری طرح پیش آوں گا،اور مارتے مارتے مار ہی ڈالوں گا،حضرت بلالؓ نے کہا کہ میں تواس دین سے اب پھر نہیں سکتا تیرا جی جوچاہے سو کر۔اس شقی ازلی نے اپنے دوسرے غلاموں کوحکم دیا کہ دِن چڑھتے ان کے بدن میں ببول کے کانٹے چبھویا کرو اور جب آفتاب خوب گرم ہوتو تب دھوپ میں ان کو چت لٹا کر سر سے پیر تک ان پر گرم پتھر رکھ دیا کروتا کہ ہل نہ سکیں اوران کے گرد آگ جلادیا کرو اور جب شام ہوتو ہاتھ پیر باندھ کے اندھیرے مکان میں قید رکھو اور باری باری سے رات بر کوڑے مارا کرو اور صبح تک یہ مار موقوف نہ کرو۔اللہ! اللہ!

(باقی آئندہ شمارے میں)

اَدعِیۃ الرسول صلّی اللہ علیہ وسلّم

بادل گرجنے کے وقت کی دُعاء

''سُبۡحَانَ الَّذِیۡ یُسَبِّحُ الرَّعۡدُ بِحَمۡدِہٖ وَالۡمَلآئِکَۃُ مِنۡ خِیۡفَتِہٖ''
پاک ہے وہ ذات کہ تسبیح پڑھتی ہے گرج اس کی حمد کے ساتھ اور فرشتے (تسبیح کرتے ہیں) اس کے ڈر سے

(حضرت عبداللہ بن زبیرؓ جب بادل کی گرج سنتے تو باتیں چھوڑ دیتے اور یہ دُعا پڑھتے ،مؤطا:۲/ ۹۹۲،البانیؒ نے فرمایا صحابی سے اس عمل کی سند صحیح ہے)

بارش طلب کرنے کی چند دُعائیں

ا۔''اَللّٰھُمَّ اسۡقِنَا غَیۡثًا مُّغِیۡثًا مَّرِیۡئًا مَّرِیۡعًا نَّافِعًا غَیۡرَ ضَآرٍّ عَاجِلاً غَیۡرَ اٰجِلٍ''
اے اللہ! تو ہمیں سیراب کر ایسی بارش سے جو مددگار،خوشگوار سرسبز کرنے والی (اور) مفید ہو نقصان دہ نہ ہو،جلد ہو نہ کہ دیر سے آنے والی۔ (ابوداؤد حدیث: ۱۱۶۹،البانیؒ نے اسے صحیح کہا ہے)

۲۔ ''اَللّٰھُمَّ اَغِثۡنَا، ''اَللّٰھُمَّ اَغِثۡنَا، ''اَللّٰھُمَّ اَغِثۡنَا''

(بخاری حدیث: ۱۰۱۴،مسلم حدیث:۸۹۷)

اے اللہ! ہمیں بارش دے،اے اللہ! ہمیں بارش دے،اے اللہ! ہمیں بارش دے۔

۳۔ ''اَللّٰھُمَّ اسۡقِ عِبَادَکَ وَبَھَائِمَکَ وَ انۡشُرۡ رَحۡمَتَکَ وَاَحۡیِ بَلَدَکَ الۡمَیِّتَ''
اے اللہ! پانی پلا اپنے بندوں کواور اپنے چوپایوں کواور پھیلا دے اپنی رحمت اور زندہ کردے اپنے مُردہ (بنجر، بےآباد) شہر کو۔ (ابوداؤد حدیث:۱۱۷۶)

بارش اُترتے وقت کی دُعاء

''اَللّٰھُمَّ صَیِّبًا نَّافِعًا'' اے اللہ! (کراس) بارش کوفائدہ مند۔ (بخاری مع الفتح:۲/ ۶۱۸)

www.khanqah.in

عید کارڈ کا رِواج...... مغربی تہذیب کا تحفہ

رمضان المبارک کے آغاز سے ہی پورے برصغیر میں عید کارڈ کی وبا تیزی سے پھیل جاتی ہے، یہ قبیح رسم انگریز کے دَورِ غلامی کی یادگار ہے، آج یہ رسمِ فرنگی اس قدر ترقی کرچکی ہے کہ شاید ہی کوئی مسلمان گھرانہ اس سے محفوظ و مامون ہوگا، اسے رسمِ فرنگی اسلیئے کہا ہے کہ اس کا ثبوت نہ تو قرآن وحدیث میں ملتا ہے نہ فقہ میں، یہاں تک کہ اسلامی تاریخ بھی اسکے تذکرہ سے خالی ہے، انگریز نے یہ رسم کس طرح شروع کی اس کے بنیادی کردار کا اعترافِ جرم ملاحظہ فرمائیں۔

کراچی کے شام کے اخبار روزنامہ ''نئی روشنی'' کے مالک و مدیر گلزار باغ چوہدری کے والد احمد بخش چوہدری فرماتے ہیں: ''مجھے اعتراف ہے کہ ایک دَور تھا جب میں کسی مجبوری کے تحت حکومت برطانیہ کا آلہ کار تھا میں برصغیر میں انگریزں کے مفادات کیلئے مختلف امور سرانجام دیتا تھا، جسکے عوض مجھے معاشی سہولتوں کے علاوہ بہت سی مراعات بھی حاصل تھیں، جیسے ہی پہلی جنگ عظیم ختم ہوئی مجھے محکمہ داخلہ کے انگریز سیکریٹری نے عید کارڈ دکھائے جو کہ بطور خاص برصغیر کیلئے انگلینڈ سے طبع ہو کر آئے تھے، ان پر خانہ کعبہ، مسجد نبوی، کلمۂ طیبہ اور براق وغیرہ کی خوبصورت رنگین تصویریں تھیں۔ مجھے کہا گیا کہ یہ تمام عید کارڈ مفت دیئے جائیں گے، لیکن مجھے یہ فی عید کارڈ ایک دھیلے میں فروخت کرنا ہوگا۔ بعداز فروخت حکومت برطانیہ مجھے ہر فروخت شدہ عید کارڈ کے عوض ایک ٹکا (دو پیسے) دے گی، بشرطیکہ میں پانچ ہزار عید کارڈ فروخت کروں، مزید آں مجھے سختی سے تنبیہ کی گئی کہ میں کسی کو بھی کوئی عید کارڈ بلا قیمت نہ دوں ورنہ میرے حق میں یہ بہتر نہ ہوگا۔

مجھے تو بلا کرایہ پورے ملک میں بذریعہ ٹرین سفر کی سہولت حاصل تھی میں نے تین اور افراد کیلئے بھی یہ سہولت حاصل کرلی، رمضان المبارک کے دوران میں اور میرے یہ تینوں ساتھی دہلی سے کلکتہ تک سفر کیلئے نکل گئے اور ہر بڑے سٹیشن پر اُتر کر کتابوں اور اسٹیشنریوں کی دُکان پر جا کر عید کارڈوں کی فروخت کی اور ایک ماہ سے کم عرصے میں پانچ ہزار سے کچھ زائد عید کارڈ فروخت کردیئے جسکا گوشوارہ محکمہ داخلہ کو دے کر واجبات وصول کرلئے۔

عیدالاضحیٰ کی آمد سے ایک ماہ قبل پھر ہم مہم پر نکلے اس مرتبہ ہم نے کراچی سے راس کماری تک عید کارڈ فروخت کیئے، اگلے برس محکمہ داخلہ نے بیس ہزار عید کارڈ دیئے اس مرتبہ مذہبی تصاویر کے ساتھ ایسے کارڈ بھی دیئے گئے جن پر خوبصورت بچوں، پھلوں اور پھولوں کی تصویریں تھیں، ان بچوں کو عربی لباس پہنائے گئے تھے اگرچہ ان کی شکل وصورت انگریز بچوں جیسی تھی، یہ بھی باآسانی فروخت ہوگئے۔ اس کے بعد کے برسوں میں بے شمار چھاپہ خانوں نے عید کارڈ کی طباعت شروع کردی اور یوں یہ وبا سارے ملک میں پھیل گئی۔

چوہدری صاحب نے ایک سرد آہ بھر کر کہا: ''مجھے کافی عرصہ کے بعد احساس ہوا کہ سرکار برطانیہ نے ایک بے حد مذموم مقصد کیلئے مجھے آلہ کار بنایا، میں نادم ہوں کہ میں نے ایک بری رسم کا آغاز کیا جو سراسر اسرف بے جا ہے اور آج عید کارڈوں کی وجہ سے کروڑوں مسلمان کئی کروڑ روپے اس قبیح رسم پر ضائع کردیتے ہیں اور آج جب میں دیکھتا ہوں کہ عید کارڈوں پر نیم عریاں تصاویر شائع ہو رہی ہیں تو میں شرم سے پانی پانی ہوجاتا ہوں کہ اس فحاشی کا آغاز میرے ہاتھوں میں ہوا۔ میں نے سرکار برطانیہ کیلئے برے بڑے کام کیئے۔ آپ سب میری بخشش کیلئے دُعا کریں اور یہ بھی کوشش کریں کہ زندگی کے کسی بھی مرحلے ہر میری طرح ملت فروشی کے فعل قبیح میں ملوث نہ ہوں''

یہ تمام واقعہ چوہدری احمد بخش صاحب نے اپنے بیٹے کے روزنامہ ''نئی روشنی'' کے تمام اسٹاف کو 1962ء کے اواخر میں اس وقت سنایا جب کہ اسٹاف نے ان کے اعزاز میں ٹی پارٹی کا اہتمام کیا تھا، اس تمام واقعہ کو حارث غازی صاحب اسسٹنٹ ایڈیٹر ''نئی روشنی'' نے قلمبند کیا اور آخر میں لکھا کہ میں نے یہ واقعہ سننے کے بعد 1962 کے بعد کسی کو بھی عید کارڈ نہیں بھیجا۔

قارئین کرام! غور کرنے کا مقام ہے کہ جس انگریز کو ہمارے اکابر نے بڑی قربانیوں کے بعد برصغیر سے نکالا۔ ہم آج تک اس کی رسوم اور سازشوں کو اپنے دل ودماغ اور اعمال سے نہ نکال سکے۔ انگریز کی ذہنیت ملاحظہ کیجئے کہ اس نے اپنے مذموم مقاصد کے حصول کیلئے پانچ سالہ منصوبہ بنایا جس کی تکمیل ہم نے صرف چار سال میں کردی۔ آپ یہ بھی نہیں کہہ سکتے کہ اس نے یہ تمام کام اپنے عید کارڈ فروخت کرنے کیلئے کیا یا تجارتی مقاصد کیلئے کیا، اگر ایسا ہوتا تو یہ نہ کہتا کہ آئندہ عید کارڈ خود پرنٹ کروا کر فروخت کرو بلکہ وہ آئندہ کیلئے انہیں عید کارڈ قیمتاً دیتا۔

اب ذرا دین اسلام کی رو سے اور عقل کو استعمال کرکے دیکھیں کہ اس رسم سے مسلمانوں کا کتنا نقصان ہے؟ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کا ارشاد ہے: ''قیامت میں آدمی کے قدم اس وقت تک اپنی جگہ سے نہیں ہٹ سکتے جب تک چار سوال نہ کرلئے جائیں:

(۱) عمر کس مشغلہ میں ختم کی؟

(۲) جوانی کس کام میں خرچ کی؟

(۳) مال کس طرح کمایا تھا اور کس کس مصرف میں خرچ کیا تھا؟

(۴) اپنے علم پر کتنا عمل کیا تھا؟

اس حدیث پاک کی روشنی میں اگر ہم جائزہ لیں تو جو کچھ ہم کماتے ہیں اس کے مالک ہم نہیں بلکہ وہ ہمارے پاس اللہ تعالیٰ کی امانت ہے اور آخرت میں وہ ہم سے اس کے خرچ کا حساب لے گا، اگر ہم نے اس کی امانت اس کے احکام کے مطابق خرچ کی ہوگی تو ہم امین ہوں گے، اسلام میں فضول خرچی سے منع کیا گیا ہے عام طور پر ایک کارڈ کو اندرونِ ملک خرید کر بھیجنے میں کم از کم پندرہ روپے خرچ ہوجاتے ہیں پھر جسے عید کارڈ بھیجا جائے وہ بھی عید کارڈ بھیجنے پر مجبور ہوجاتا ہے۔ اس خرچ سے طرفین کو نہ دین کا فائدہ ہوتا ہے نہ دُنیا کا۔

عید کارڈ پر اتنا اسراف کرنیوالے گھرانہ کو جب زکوٰۃ اور صدقہ فطر کی طرف توجہ دلائی جاتی ہے تو وہ کم از کم نصاب کے ذریعے پورا پورا دینے کی کوشش کرتے ہیں کہ کہیں زیادہ نہ چلا جائے۔ ہم مسلمان ہیں ہمیں غور کرنا چاہیے کہ ہمارے تمام اعمال سو فیصد اللہ تعالیٰ کے احکام اور نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کے طریقہ کے مطابق ہیں کہ نہیں؟ اگر ایسا نہیں ہے تو ہمیں محنت اور کوشش کرکے چوبیس گھنٹے کی زندگی دین اسلام کے مطابق کرنی چاہیے اسی میں ہماری دونوں جہانوں کی کامیابی ہے۔ عید ایک خالص مذہبی تہوار ہے اسلام میں مسلمانوں کیلئے صرف دو ہی عیدیں ہیں انہیں خالص اسلامی طریقے سے سنت نبوی صلّی اللہ علیہ وسلّم کے مطابق ہی منانا چاہیے، اس میں نہ تو اغیار کی نقل کی جائے نہ ہی فضول خرچی والے کام کیئے جائیں، ایک حدیث پاک کا مفہوم کے مطابق آپس میں تحائف دینے سے محبت بڑھتی ہے، ہمیں چاہیے کہ عید کارڈ کے خرچ کے مطابق دینی کتب دوسروں کو تحفہ میں دیں، اس رقم سے غریب کو عید کی خوشیاں مہیا کردیں۔

احکام عیدالفطر

مسنوناتِ عید:

(۱) صبح کو بہت سویرے اُٹھنا۔ (۲) شرع کے موافق اپنی آرائش کرنا۔ (۳) مسواک کرنا۔ (۴) غسل کرنا۔ (۵) عمدہ سے عمدہ کپڑے جو پاس موجود ہوں پہننا۔ (۶) خوشبو لگانا۔ (۷) عیدگاہ جانے سے پہلے کوئی میٹھی چیز جیسے چھوہارے وغیرہ کھانا۔ (۸) عیدگاہ میں بہت سویرے جانا۔ (۹) عیدگاہ جانے سے پہلے صدقہ فطر ادا کرنا۔ (۰۱) عید کی نماز عیدگاہ میں جا کر پڑھنا، یعنی شہر کی مسجد میں بلا عذر نہ پڑھنا۔ (۱۱) جس راستے سے عیدگاہ گئے اس کے سوا دوسرے راستے سے واپس آنا۔ (۲۱) پیادہ پا (پیدل) جانا۔ (۳۱) اور راستے میں الله اکبر الله اکبر لاَ الٰهَ الاّ الله والله اکبر الله اکبر ولله الحمد آہستہ آواز سے پڑھتے ہوئے جانا چاہیے۔

مسائل عید: (۱) عید کی نماز سے قبل یا بعد عیدگاہ میں نوافل پڑھنا منع ہیں۔ (۲) بلاضرورتِ شرعی عید کی نماز شہر کی مسجد میں ادا کرنا سنت کے خلاف ہے۔ (۳) نماز کے بعد دونوں خطبوں کو سننا چاہیے، اگر آواز نہ آئے تب بھی چپ چاپ بیٹھے رہنا ضروری ہے، بہت سے لوگ سلام پھیرتے ہی گھر واپس جانے لگتے ہیں اور گلے ملنے لگتے ہیں یہ طریقہ سنت کے خلاف اور بدعت ہے اور خطبہ نہ سننے کی محرومی کا گناہ علیحدہ ہے۔ (۴) عیدگاہ میں نمازِ جنازہ پڑھنا جائز ہے۔ (۵) داڑھی منڈانے یا کترانے کی وجہ سے اگر ایک مشت سے کم رہ جائے تو ایسے شخص کو امام بنانا جائز نہیں، عید کی نماز اور اسکے علاوہ تمام دوسری نمازوں کا یہی حکم ہے۔ امامت میں وراثت نہیں چلتی، اگر کوئی بات سجدۂ سہو والی عید کی نماز میں ہوجائے تو سجدۂ سہو معاف ہے۔

عید کی نماز کا طریقہ: اوّل نیت کرے کہ میں دو رکعت نماز واجب عیدالفطر مع چھ تکبیراتِ زوائد کے پڑھتا ہوں، پھر تکبیر اولیٰ کہہ کر ہاتھ باندھ کر پوری ''سبحانک اللهم وبحمدک وتبارک اسمک وتعالیٰ جدّک ولاَ الٰهَ غیرک'' پڑھ کر دو مرتبہ پھر اللہ اکبر (تکبیر) کہیے اور ہاتھ کانوں تک لے جایئے او چھوڑ دے پھر تیسری مرتبہ تکبیر اللہ اکبر کہہ کر ہاتھ باندھ لے اور خاموش ہو کر قرأت سنے، پھر دوسری رکعت میں قرأت کے بعد تین مرتبہ اللہ اکبر کہہ کر ہاتھ کانوں تک تینوں مرتبہ لیجائے اور چھوڑ دے، پھر چوتھی مرتبہ تکبیر کہہ کر رکوع کرے۔ دُعا نماز عید کے بعد مانگنا چاہیے، خطبہ کے بعد دُعا ثابت نہیں۔

فضائل شب عیدین: نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کا ارشاد ہے کہ جو شخص ثواب کی نیت کرکے دونوں عیدوں میں جاگے اور عبادت میں مشغول رہے اس کا دل اس دن نہ مرے گا جس دن سب کے دل مرجائیں گے (یعنی فتنہ وفساد کے وقت جب لوگوں کے قلوب پر مردنی چھا جاتی ہے اس کا دل زندہ رہے گا) اور ممکن ہے کہ صور پھونکے جانے کا دن مراد ہو کہ اسکی روح بیہوش نہ ہوگی۔ (فضائل رمضان)

تنبیھہ: عید کی نماز کیلئے مساجد کا فرش وچٹائی عیدگاہ میں لے جانا یا بھیجنا منع ہے، مصافحہ نمازِ جمعہ یا عید کی سنتوں میں سے نہیں ہے جو لوگ ایسا سمجھتے ہیں یا ان نمازوں کے بعد مصافحہ کا اہتمام کرتے ہیں وہ غلطی کرتے ہیں، مصافحہ ملاقات یا رُخصت کے وقت مسنون ہے، شریعت کے مقرر کردہ اوقات کے علاوہ کوئی اور وقت مقرر کرنا شریعت کی حدود سے بڑھنا ہے جو سخت غلطی ہے۔

www.khanqah.in

آپ کے پوچھے گئے دینی سوالات

سوال: سود کسے کہتے ہیں؟ سودی معاملہ کرنے والوں کیلئے جو اعلان جنگ اللہ اور رسول صلّی اللہ علیہ وسلّم کی طرف سے ہے، آج کے دَور میں اس وَبا سے پھر کون بچا ہوا ہے تو پھر ہمارے اعمال وعبادات کس کھاتے میں جائیں گے؟ نیز بعض تو سود کو نفع بھی کہتے ہیں اور نفع تو ہم خرید وفروخت میں بھی کماتے ہیں تو قرآن کریم نے کس قسم کے سود کو حرام کہا؟ اسی طرح اور ایک مسئلہ یہ ہے کہ ایک آدمی کو کاروبار کیلئے لون کی ضرورت پڑتی ہے تو کیا اس بھی کوئی خطرہ ہے؟

ماسٹر عبدالرشید شاہ۔ کھریو پاپور

نوٹ: اس مسئلہ کے جواب کے سلسلے میں ہم نے حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب مدظلہ العالی کا یہ خطاب منتخب کیا جو اُنہوں نے چند سال پہلے امریکہ میں فرمایا ہے۔ انشاء اللہ یہ مسئلہ کے حل میں مطمئن بخش اور فائدہ سے بھرپور ہوگا۔ (ادارہ)

جواب: کمرشل لون پر انٹرسٹ میں کیا خرابی ہے؟

اَب ایک بات باقی رہ گئی ہے اس کو بھی سمجھ لینا چاہیے، وہ یہ کہ شروع میں جیسا کہ عرض کیا تھا کہ لوگ کہتے ہیں کہ حضور اقدس صلّی اللہ علیہ وسلّم کے زمانے میں صرف ذاتی ضرورت کیلئے قرض لئے جاتے تھے، اَب اگر ایک شخص ذاتی ضرورت کیلئے قرض لے رہا ہے، مثلاً اس کے پاس کھانے کو روٹی نہیں یا میت کو دفنانے کیلئے کفن نہیں ہے، اس کیلئے وہ قرض لے رہا ہے اور آپ اس سے سود کا مطالبہ کر رہے ہیں یہ تو ایک غیر انسانی حرکت اور ناانصافی کی بات ہے لیکن جو شخص میرے پیسے کو تجارت میں لگا کر نفع کمائے گا اگر میں نفع میں اس سے تھوڑا حصہ لے لوں تو اس میں کیا خرابی ہے؟

آپ کو نقصان کا خطرہ بھی برداشت کرنا ہوگا

پہلی بات تو یہ ہے کہ ایک مسلمان کو اللہ کے کسی حکم میں چوں چرا کی گنجائش نہیں ہونی چاہیے، اگر کسی چیز کو اللہ تعالیٰ نے حرام کر دیا وہ حرام ہوگئی لیکن زیادہ اطمینان کیلئے یہ بات عرض کرتا ہوں تا کہ یہ بات اچھی طرح دل میں اتر جائے وہ یہ کہ اگر آپ کسی شخص کو قرض دے رہے ہیں تو اس کے بارے میں اسلام یہ کہتا ہے کہ دو باتوں میں سے ایک بات متعین کر لو۔ کیا تم اس کی کچھ امداد کرنا چاہتے ہو؟ یا اس کے کاروبار میں حصہ دار بننا چاہتے ہو؟ اگر قرض کے ذریعہ اس کی امداد کرنا چاہتے ہو تو پھر آپ کی طرف سے صرف امدا ہی ہوگی پھر آپ کو اس قرض پر زیادتی کے مطالبے کا کوئی حق نہیں اور اگر اس کے کاروبار میں حصہ دار بننا چاہتے ہیں تو پھر جس طرح نفع میں حصہ دار بنو گے اسی طرح نقصان میں بھی اس کا حصہ دار بننا ہوگا، یہ نہیں ہوگا کہ تم صرف نفع میں حصہ دار بن جاؤ، نفع ہو تو تمہارا اور اگر نقصان ہو تو وہ اس کا، لہٰذا جس صفرت میں آپ اس کو کاروبار کیلئے پیسے دے رہے ہیں تو پھر یہ نہیں ہوسکتا کہ کاروبار میں نقصان کا خطرہ تو وہ برداشت کرے اور نفع آپ کو مل جائے بلکہ اس صورت میں آپ اس کو قرض نہ دیں۔ یہ نہیں ہوگا، بلکہ اس کے ساتھ ایک Joint enterprise کیجئے، اور اس کے ساتھ مشارکۃ اور پارٹنرشپ (Partnership) کیجئے یعنی اس سے معاہدہ کریں کہ جس کاروبار کیلئے تم قرض لے رہے ہو اس میں اتنا فیصد نفع میرا ہوگا اور اتنے فیصد تمہارا ہوگا، اگر اس کاروبار میں نقصان ہوگا تو وہ نقصان بھی اس نفع کے تناسب سے ہوگا لیکن یہ بالکل درست نہیں ہے کہ آپ تو اس سے یہ کہیں کہ اس قرض پر پندرہ فیصد آپ سے لوں گا چاہے تمہیں کاروبار میں نفع ہو یا نقصان ہو، یہ بالکل حرام ہے اور سود ہے۔

آج کل کے انٹرسٹ کے نظام کی خرابی

آج کل انٹرسٹ (interest) کا جو نظام رائج ہے اس کا خلاصہ یہ ہے کہ بعض اوقات قرض لینے والے کو نقصان ہوگیا تو اس صورت میں قرض دینے والا فائدہ میں رہا اور قرض لینے والا نقصان میں رہا اور بعض اوقات یہ ہوتا ہے کہ قرض لینے والے نے زیادہ شرح سے نفع کمایا اور قرض

سُود اور اس کا متبادل - 3

حضرت مفتی محمد تقی عثمانی صاحب۔ مدظلہ العالی

دینے والے کو اس نے معمولی شرح سے نفع یا، اَب قرض دینے والا نقصان میں رہا، اس کو ایک مثال کے ذریعہ سمجھئے۔

ڈیپازیٹر (Depositor) ہر حال میں نقصان میں

مثلاً ایک شخص کروڑ روپے قرض لے کر اس سے تجارت شروع کرتا ہے، اب وہ ایک کروڑ روپیہ کہاں سے اس کے پاس آیا؟ وہ ایک کروڑ روپیہ کس کا ہے؟ ظاہر ہے کہ وہ روپے اس نے بینک سے لئے اور بینک کے پاس وہ روپیہ ڈیپازیٹر کا ہے، گویا کہ وہ ایک کروڑ روپیہ پوری قوم کا ہے اور اَب اس قوم کے اس ایک کروڑ روپیہ سے تجارت شروع کی اور اگس تجارت کے اندر اس کو سو فیصد نفع ہوا اور اَب اس کے اس دو کروڑ ہوگئے جس میں سے پندرہ فیصد یعنی پندرہ لاکھ روپے اس نے بینک کو دئے اور پھر بینک نے اس میں سے اپنا کمیشن اور اپنے اخراجات نکال کر باقی سات فیصدل یا دس فیصد کھاتے دار (Depositors) کو دے دیئے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ جن لوگوں کا پیسہ تجارت میں لگا تھا جس سے اتنا نفع ہوا ان کو تو سو روپے پر صرف دس روپیہ نفع ملا اور یہ بیچارہ ڈیپازیٹر بڑا خوش ہے کہ میرے سو روپے اَب ایک سو دس ہوگئے، لیکن اس کو یہ معلوم نہیں کہ حقیقت میں اس کے پیسوں سے جو نفع کمایا گیا اس کے لحاظ سے ایک سو کے دو سو ہونے چاہیے تھے۔ اور پھر دوسری طرف یہ دس روپیہ جو نفع اس کو ملا، قرض لینے والا اس کو دوبارہ اس سے وصول کر لیتا ہے وہ کس طرح واپس وصول کرتا ہے؟

سود کی رقم مصارف میں شامل ہوتی ہے

وہ اس طرح وصول کرتا ہے کہ قرض لینے والا ان دس روپیوں کو پیداواری اخراجات اور مصارف (Cost of production) میں شامل کر لیتا ہے، مثلاً فرض کرو کہ اس نے ایک کروڑ روپے بینک سے قرض لے کر کوئی فیکٹری لگائی یا کوئی چیز تیار کی تو تیاری کے مصارف (Cost) میں پندرہ فیصد بھی شامل کر دیئے جو اس نے بینک کو ادا کئے، لہٰذا جب وہ پندرہ فیصد بھی شامل ہوگئے تو اَب جو چیز تیار (Produce) ہوگی اس کی قیمت پندرہ فیصد بڑھ جائے گی، مثلاً اس نے کپڑا تیار کیا تھا، تو اَب انٹرسٹ کی وجہ سے اس کپڑے کی قیمت پندرہ فیصد بڑھ گئی۔ لہٰذا ڈیپازیٹر جس کو ایک سو کے ایک سو دَس روپے ملے تھے، جب بازار سے کپڑے خریدے گا تو اس کو اس کپڑے کی قیمت پندرہ فیصد زیادہ دینی ہوگی، تو نتیجہ یہ نکلا کہ ڈیپازیٹر کو جو دس فیصد منافع دیا گیا تھا وہ دوسرے ہاتھ سے اس سے زیادہ کر کے پندرہ فیصد وصول کر لیا گیا، یہ تو خوب نفع کا سود ہوا، وہ ڈیپازیٹر خوش ہے کہ مجھے سو روپے کے ایک سو دس روپے مل گئے، لیکن حقیقت میں اگر دیکھا جائے تو اس کو سو روپے کے بدلے ۹۵ روپے ملے، اسلئے کہ وہ پندرہ فیصد کپڑے کی لاگت (Cost) میں چلے گئے اور دوسری طرف ۸۵ رفیصد منافع اس قرض لینے والے کی جیب میں چلا گیا۔

شرکت کا فائدہ

اور اگر شرکت پر معاملہ ہوتا اور یہ طے پاتا کہ مثلاً ۵۰ رفیصد نفع سرمایہ لگانے والے (Financier) کا ہوگا، اور ۵۰ رفیصد کام کرنے والے تاجر کا ہوگا تو اس صورت میں عوام کو پندرہ فیصد کے بجائے ۵۰ رفیصد نفع ملتا اور اس صورت میں یہ ۵۰ رفیصد اس چیز کی لاگت میں بھی شامل نہ ہوتا، اسلئے کہ نفع تو اس پیداوار کی فروخت کے بعد سامنے آئے گا اور پھر اس کو تقسیم کیا جائے گا، اسلئے کہ سود (interest) تو لاگت (Cost) میں شامل کیا جاتا ہے لیکن نفع (Profit) لاگت (Cost) میں شامل نہیں کیا جاتا، تو یہ صورت اجتماعی نفع کی تھی۔

حیا اور ایمان جڑواں بھائی ہیں

جو لوگ اپنے مؤمن ومسلمان ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہمارے دل میں ایمان ہے اور اخلاق وکردار کے اعتبار سے اگر ان میں حیاء نام کی کوئی چیز نہیں ہے تو ان کا یہ دعویٰ بالکل جھوٹا ہے کہ وہ مسلمان اور مؤمن ہیں اس لئے کہ حیاء کے بغیر ایمان کا تصور ناممکن ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا حیاء اور ایمان دونوں ایک دوسرے کے ساتھی ہیں اگر ایک رخصت ہو جائے تو دوسرا بھی باقی نہ رہے گا۔ (حاکم)۔

اس کی وجہ ظاہر ہے اس لئے کہ آدمی کی حیاء برائیوں کے لئے رکاوٹ بنتی ہے، جب روکنے والی چیز ہی آدمی میں نہ ہو تو پھر بُرائیوں کا طوفان بھی اس کے اندر داخل ہوسکتا ہے ایسا شخص جو حیاء سے محروم ہے وہ چھوٹے سے چھوٹا اور بڑے سے بڑا، کمتر سے کمتر اور مہلک سے مہلک گناہ بھی کر سکتا ہے، اخروی اعتبار سے تباہی اور ہلاکت کی ابتدا بے حیائی سے ہوتی ہے۔

ابن ماجہ کی روایت اس حقیقت سے پردہ اُٹھاتی ہے اللہ تعالیٰ جب کسی بندے کو ہلاک کرنا چاہتا ہے تو اس سے حیاء چھین لیتا ہے جب اس سے حیاء چھن جاتی ہے تو وہ انتہائی قابل نفرت ہو جاتا ہے اور جب وہ قابل نفرت ہو جاتا ہے تو اس سے امانت چھن جاتی ہے اور جب امانت و دیانت چھن جاتی ہے تو حد درجہ خائن (خیانت کرنے والا) ہو جاتا ہے اور جب اس سے اللہ کی رحمت چھن جاتی ہے تو وہ انتہائی ملعون ہو جاتا ہے اور جب لائق ملامت ہو جاتا ہے تو اسلام کا قلادہ اسکی گردن سے نکل جاتا ہے۔☆

SAMEER & CO
Deals with:
PLY WOOD, HARDWARE, PAINTS ETC
ایک بار آزمائیے، بار بار تشریف لائیے
H.O: K.P. ROAD ISLAMABAD
ContactNos:9419040053

نوٹ: اس شمارے میں شامل اشاعت مضامین ومراسلے وغیرہ سے ادارے کا ہر بات سے متفق ہونا ضروری نہیں۔ مدیر

www.khanqah.in

مدارسِ اسلامیہ

ہماری اُمیدوں کے مرکز

محترمہ تاہید رابعہ،صدر تنظیم اصلاح معاشرہ برائے خواتین

اسلام میں علم کو جو بلند مرتبہ عطا کیا گیا ہے،وہ دُنیا کے کسی مذہب میں نہیں ہے،اسلام کے پیغام کی ابتدا ہی لفظ اقرا سے ہوتی ہے اور اس وقت نبی اُمی کے قلب اطہر پر ناز ہونے والی ان پانچوں آیات پر غور کریں تو وہ پورا منصوبہ جو تخلیق کائنات کے وقت اللہ کے پیش نظر تھا سمجھ میں آجاتا ہے یعنی یہ اس کا انتہائی کرم ہے کہ انسان کی تخلیق ایک حقیر ترین حالت سے کر کے اسے عم کے واسطے سے اشرف المخلوق بنایا اسی علم کے ذریعہ اسے کائنات سے واقفیت حاصل کرنے کا حق عطا کیا لیکن یہ علم اسی وقت انسانیت کیلئے نافع ہوگا جب یہ اللہ حکیم ودانا کی مرضی کے مطابق حاصل کیا جائیگا،اسم ربّ سے بے نیاز علم نوع انسان کی فلاح کے بجائے اسلئے اسکے خسران کا ہی سبب ہوتا ہے،جس کا مشاہدہ ہم آج کے علمی دَور میں اچھی طرح کر رہے ہیں،پھر اللہ تعالیٰ نے قلم کے ذریعہ علم کے حصول اور اسکی اشاعت کو فرض قرار دیا،قرآنی دُعاؤں میں ایک دُعا یہ بھی ہے کہ ''اے اللہ میرے علم میں افزونی عطا فرمایئے'' قرآن مجید کا آٹھواں حصہ ایسی آیات پر مشتمل ہے،جس میں قدرت کا مشاہدہ کرنے،غور وفکر کرنے حکمت اور تدبّر سے زندگی گزارنے،دُنیا کے حالات کا مطالعہ کرنے،گزرے ہوئے زمانے سے سبق لینے،علم کی تلاش میں سفر کرنے،علم رکھنے والے اور بے علم کے برابر نہ ہونے کا ذکر،آباء واجداد کی اندھی تقلید نہ کرنے کی تعلیم،جاہلانہ رسوم ترک کرنے کی تعلیم،عقل کے استعمال سے نیک وبد فائدے اور نقصان کو سمجھ کر دُنیا اور آخرت دونوں میں سرخرو ہونے کی تعلیم ہے،غرض یہ کہ اسلام کا منشا یہ ہے کہ حقیقی علم کتاب وسنت کی روشنی میں ہی دُنیا کے تمام علوم حاصل کیے جائیں۔آج دُنیا کے سامنے اصل مسئلہ جہالت کا نہیں،جاہلیت کا ہے،بحر وبر میں جو فساد آج برپا ہے،وہ جن لوگوں کی کمائی کی بدولت ہے وہ کوئی اَن پڑھ یا حرف ناشناس لوگ نہیں بلکہ عرف عام میں یہ بڑے ہی تعلیم یافتہ لوگ ہیں انہوں نے دُنیا کی بڑی بڑی یونیورسٹیوں میں اعلیٰ تعلیم حاصل کی ہے نہ صرف تعلیم حاصل کی ہے بلکہ اپنے اپنے شعبہ کے یہ ماہر ترین لوگ ہیں لیکن ان کا علم وحی الٰہی کی برکتوں سے محروم ہے،آسمانی ہدایات سے بے نیاز رہ کر اور اپنی محدود عقل وعلم پر غرہ کر کے انسان جو بھی پروگرام بنائے گا وہ انسانیت کی فلاح کے بجائے اسکی تباہی کا ہی سامان بنے گا،ظلم وجبر،قتل وغارت گری عریانی وبے حیائی غرضیکہ کون کون سی برائی اور کس کس گناہ کا ذکر کیا جائے جو اس وقت عام نہیں ہیں،کون سی ایسی نیکی ہے جسکی حرمت کو پامال نہیں کیا جارہا ہے اور اس سب کو عالمی پیمانے پر فروغ دینے والے وہی اعلیٰ تعلیم یافتہ لوگ ہیں۔

ڈھونڈنے والا ستاروں کی گزرگاہوں کا
اپنے افکار کی دُنیا میں سفر کر نہ سکا
جس نے سورج کی شعاعوں کو گرفتار کیا
زندگی کی شب تاریک سحر کر نہ سکا

جب کہ تاریخ کے اوراق اس بات کے شاہد ہیں کہ آج سے چودہ سو سال قبل جب دُنیا اسی طرح فساد وطغیان کے بھنور میں گرفتار تھی اور اس پر ایسے ہی شیطان صفت انسانوں کا مکمل قبضہ تھا ایک اُمی لقبؐ انسان نے صلاح وفلاح کا جو دَور اس وقت دیکھا تھا اسکی مثال چشم فلک نے نہ اس سے قبل کبھی دیکھی تھی نہ آئندہ کبھی دیکھ سکے گی،احترام انسانیت کا جو تصور رسالت مآبؐ نے عملاً دُنیا کے سامنے پیش کیا اور جسے آپؐ کے بعد آپؐ کے تربیت یافتہ نفوس قدسیہ جنہیں دُنیا صحابہ کرامؓ کے نام سے جانتی ہے اس پاک گروہ نے جس طرح پوری دُنیا میں پھیلایا وہ اپنے آپ میں ہی اپنی نظیر ہے،صحابہ کرامؓ کے بعد ہر دَور کے علماء نے اس انبیائی مشن کو آگے بڑھایا۔یہ امانت جس کی حامل پوری امت مسلمہ ہے،سینہ بہ سینہ نئی نسل کو منتقل ہوتی رہی۔اس فرض کی ادائیگی میں مرد وعورت کی کوئی تخصیص بھی نہیں ہے البتہ دائرہ کار ضرور الگ الگ ہیں۔جب کبھی امت معتوب ہوگی نتیجتاً دُنیا میں بھی ذلیل وخوار ہوگی اور آخرت میں بھی،جب بھی اس امانت کا حق ادا کرنے کیلئے وحی الٰہی کے مطابق میدان عمل میں آئے گی اور دُنیا کی امامت کا گراں بار بوجھ اپنے کاندھوں پر اُٹھائے گی انسانیت صحیح معنوں میں فوز وفلاح سے ہمکنار ہو جائے گی۔لیکن یہ فکر ہمیں خدا بیزار بلکہ تمام غیر از خدا خداؤں پر ایمان لانے کا سبق پڑھانے والے اسکول کالجوں میں نہیں انہی مدارس اسلامیہ میں کار فرما ملے گی،بشرطیکہ انہیں اپنی اس عظیم ذمہ داری کا بھرپور احساس ہو۔//

بقیہ صفحہ 2 پر......

عیدالفطر......یوم الانعام

عید کا لفظ ''عود'' سے مشتق ہے،جس کے معنی ''لوٹنا'' اور ''خوشی'' کے ہیں،کیونکہ یہ دن بار بار لوٹ کر آتا ہے اور ہر مرتبہ خوشیاں ہی خوشیاں دے جاتا ہے اسلئے اس دن کو عید کہتے ہیں۔خوشی کا یہ دن مسلمانوں کا عظیم اور مقدس مذہبی تہوار ہے،جو ہر سال ماہ شوال المکرّم کی یکم تاریخ کو انتہائی عقیدت واحترام،جوش وجذبے اور ذوق وشوق کے ساتھ منایا جاتا ہے،عیدالفطر دراصل تشکر وامتنان،انعام واکرام اور ضیافت خداوندی کا دن ہے،کہ رمضان المبارک کا تمام مہینہ عبادت اور ریاضت اور روزے اور نماز تراویح میں گزارنے کے بعد شوال کی پہلی تاریخ کو اللہ تعالیٰ اپنے عبادت گزار اور اطاعت گزار بندوں کو انعام واکرام بے شمار رحمتیں وبرکتیں بے حساب اجر وثواب اور اپنی رضا ایسی بیش بہا دولت ونعمت عطا فرماتا ہے۔

عیدالفطر درحقیقت یوم الجائزہ اور یوم الانعام ہے،کیونکہ اس دن اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو انعام واکرام،مغفرت وبخشش کا مژدہ سناتا ہے،جیسا کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ''جب عیدالفطر کی رات آتی ہے تو اس کا نام آسمانوں پر لیلۃ الجائزہ لیا جاتا ہے''۔حضرت وہب بن منبہؒ فرماتے ہیں کہ جب بھی عید آتی ہے تو شیطان چلا چلا کر روتا ہے اس کی بدحواسی دیکھ کر باقی شیاطین اس کے اردگرد جمع ہو جاتے ہیں اور اس سے پوچھتے ہیں کہ اے ہمارے سردار! آپ کیوں غضب ناک اور اُداس ہیں؟ وہ کہتا ہے کہ ہائے افسوس! آج کے دن اللہ تعالیٰ نے اُمت محمد یہ کو بخش دیا ہے،لہٰذا تم انھیں دنیاوی لذتوں اور نفسانی خواہشات میں مشغول کردو'' دین اسلام چونکہ ''خیر الادیان'' ہے اور امت محمد ''خیر الامم'' ہے،اس لئے اس کا عید منانے کا طریقہ بھی سب سے منفرد اور کامل ترین بلکہ فطرت کے عین مطابق ہے،دین اسلام کے فطری ہونے کی بین دلیل یہ بھی ہے کہ اسلام زندگی کے ہر موڑ پر کامل اور فطری ہدایات دیتا ہے،اسلام نے خوشی وغم الغرض زندگی کے ہر گوشے میں بہترین اصول دیئے ہیں۔درحقیقت عید اس کی ن ہیں جس نے نئے کپڑے پہن لیے بلکہ عید اس کی ہے جو عذاب اِلٰہی سے ڈر گیا،یعنی عید درحقیقت اس شخص کی نہیں جو صرف جدید لباس پہن لے،خوشبو لگائے،زیب وزینت کرلے،بلکہ اصل عید تو اس شخص کی ہے جس نے تقویٰ وپرہیز گاری اور اپنے اعمال صالحہ کی بدولت اللہ کی رضا حاصل کرلی۔

جس نے رمضان المبارک کی رحمتوں اور سعادتوں سے اپنے نامہ اعمال کو لبریز کیا ہو،حقوق اللہ وحقوق العباد کو پورا کر کے سعادت دارین کو پالیا،حقیقی عید تو اس شخص کیلئے ہے۔عید ہی کے دن لوگ کاشانہ خلافت فاروقی پر حاضر ہوئے تو کیا دیکھتے ہیں کہ امیر المؤمنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ دروازہ بند کر کے زار وقطار رو رہے ہیں،لوگوں نے عرض کیا کہ اے امیر المؤمنین آج تو عید کا دن ہے اور خوشی ومسرت منانے کا دن ہے،یہ خوشی کی جگہ رونا کیسا ہے؟ آپ نے اپنے آنسو پونچھتے ہوئے فرمایا کہ لوگو! یہ عید کا دن بھی ہے،اور وعید کا دن بھی۔آج جس خوش نصیب کے نماز اور روزے مقبول ہوگئے بلاشبہ اس کیلئے آج عید کا دن ہے لیکن جس کے نماز اور روزوں کو نامقبول قرار دیا گیا ہو اس کیلئے آج وعید کا دن ہے اور میں تو اس خوف سے ڈر رہا ہوں کہ مجھے یہ معلوم نہیں کہ میں مقبول ہوا ہوں یا رد کیا گیا ہوں۔

درحقیقت عید تو ان خوش نصیب مسلمانوں کیلئے ہے،جنہوں نے اس ماہِ مقدس رمضان المبارک کا پورا احترام کیا اور اس کے دنوں کو روزوں میں اور راتوں کو قیام میں گزارا،اس لئے یہ عید کیلئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے مزدوری وانعام واکرام ملنے کا دن ہے۔

قرآن مجید کا مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ گزشتہ قومیں اور اُمتیں بھی عید منایا کرتی تھیں،کسی خاص دن خوشی منایا کرتی تھیں،اسلام سے پہلے عیدوں میں لہو ولعب اور کھیل کود ہوتا ہے،اور اب عید کے دن نماز دوگانہ اور ذکر الٰہی ہوتا ہے۔

پہلے عیدوں میں غریبوں کو دُور کیا جاتا تھا اور اب غریبوں کو گلے لگایا جاتا ہے،پہلے عیدوں میں فضول خرچی اور خرافات ہوتی تھیں اور اب عید کے دن صدقہ وخیرات اور فطرہ ادا کیا جاتا ہے۔

عید کے دن تمام صاحبان ایمان مساجد اور عیدگاہوں میں حاضر ہوکر اپنے معبود واحد کے حضور نہایت خشوع وخضوع کے ساتھ نماز عید ادا کرتے ہیں اور اشک ندامت بہا کر اپنے گناہوں،خطاؤں اور لغزشوں سے توبہ کرتے ہیں اور اپنے ملک وملت کے استحکام اور بقائے ملت اسلامیہ،اتحاد واتفاق،امن وسلامتی اور خوش حالی کیلئے دُعائیں مانگتے ہیں،اور نماز عید کا یہ منظر بڑا ایمان افروز اور روح پرور ہوتا ہے کہ آج کے مبارک دن خصوصاً نماز عید میں امت مسلمہ کی اخوت وبھائی چارے کا اور مسلم برادری کا عظیم الشان منظر پیش ہوتا ہے۔جس میں تمام انسانوں کا رنگ ونسل کے امتیاز کے بغیر ایمان افروز اور روح پرور اجتماع ہوتا ہے اور اس میں امیر وغریب،حاکم ومحکوم،شاہ وگدا سب کے سب اکٹھے ہوکر نماز عید ادا کرتے ہیں اور ایک ہی وقت میں اللہ تعالیٰ کے حضور سجدہ ریز ہوتے ہیں اور ایک ہی وقت میں سب کی زبان پر ایک ہی کلمہ ایک ہی ذکر،ایک ہی تسبیح وتحمید اور ایک ہی دُعا ہوتی ہے۔بہ قول شاعر مشرق علامہ اقبالؒ۔

اپنی ملت پر قیاس اقوام مغرب سے نہ کر
خاص ہے ترکیب میں قوم رسول ہاشمیؐ

ماہِ رمضان الوداع

رونقِ شام وسحر باچشم گریاں الوداع
اے مبارک ماہ، جان اہلِ ایمان الوداع
دُور ہو تی جارہی ہیں وہ مقدس ساعتیں
جن میں اُترا تھا نبی پر میرے قرآن الوداع
صبح گاہی، کیف روزہ، لطف افطار وطعام
ہورہے ہیں اب جدا لذت کے سامان الوداع
باجماعت وہ نمازیں وہ تراویح وسجود
منبع مد زکوٰۃ و صدقہ ُ جاں الوداع
روزہ داروں کیلئے رحمت تھے جو ایام صوم!
ہورہیں ان سے رُخصت اب وہ مہمان الوداع
ذہن میں آئے گا کس کے طاق راتوں کا خیال
پیکرِ انوار اے رحمت بداماں الوداع
زندگی ہے تو ملیں گے نجم پھر اگلے برس
جارہے ہیں، جایئے اللہ نگہبان الوداع

بقیہ : صفحہ آخر سے آگے.........

ترجمہ:حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ تین چیزیں نجات بخشنے والی ہیں (کامیابی کا ذریعہ ہیں) وہ نجات بخشنے والی چیزیں۔(۱) اللہ تعالیٰ کا تقویٰ (خوف خدا) کھلے اور چھپے۔(۲) حق بات کہنا خوشی میں بھی اور غم میں بھی۔ (۳) اور خوشحالی اور تنگدستی دونوں ہی میں میانہ روی واعتدال۔"

۵۔عن عائشة ...... فإني سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول من التمس رضي الله بسخط الناس كفاه الله مؤنة الناس ومن التمس رضي الناس بسخط الله وكله الله إلى الناس. (رواہ الترمذی)

ترجمہ:ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ جو شخص اللہ کی خوشنودی کی تلاش میں لوگوں کی ناراضگی سے بے فکر ہو کر لگا رہے گا۔ اللہ تعالیٰ اس کو لوگوں کی خوشنودی کی تلاش سے آزاد کر دے گا۔اور جو شخص اللہ تعالیٰ کی ناراضگی و ناخوشی سے بے فکر ہو کر لوگوں کی خوشی میں پڑا رہے گا اللہ تعالیٰ اس کو لوگوں کے حوالہ کر دے گا۔(جو اس سے کبھی بھی خوشی میں پڑے نہ ہوں گے)

اب غور کیجئے کہ اسلام تقویٰ واحسان کو جو اخلاق وکردار اور سیرت کے اعلیٰ محاسن ہیں۔کس طرح اہم اور ضروری بتا رہا ہے اور پھر ان کے نتیجے میں ملنے والے انعامات کو گنوار ہا ہے۔لہٰذا ایسے انعام واکرام کا مستحق بننے کے لیے ہمیں بے ریا نیکی وشرافت مسلسل وانتھک محنت، مخلصانہ خدمت خلق، مجاہدانہ حق گوئی و بے باکی، مومنانہ فراست، صالحانہ امانت ودیانت اور قائدانہ صلاحیت جیسی اخلاقی خوبیوں کو بروئے کار لانا چاہئے تاکہ معاشرہ صحیح معنوں میں پاکیزہ، پُرامن ہر طرح کی تنگی وتکلیف اور غلامی ومحکومی سے آزاد ہو جائے اور ساری دنیا ایک جنت نظیر معاشرہ و ماحول میں تبدیل ہو جائے۔یہ سب کچھ اسی وقت ممکن ہے جب ہمارے اندر اخلاق وکردار کی اسلامی روح اجتماعی طور پر پیدا ہوگی۔ اسلامی اخلاق وکردار کے اپنانے سے جہاں ایک طرف ہماری دنیوی زندگی پُرامن، پر وقار اور خوشحال ہوگی تو دوسری طرف ہماری آخرت کی زندگی بھی آسودہ، پرسکون اور شاندار ہوگی۔

توحید خالص: توحید خالص تو یہ ہے کہ انسان اللہ ہی کو سب کچھ سمجھے' نفع دینے والا اللہ ہے، نقصان دینے والا بھی اللہ ہے، عقل دینے والا بھی اللہ ہے' شعور بخشنے والا بھی اللہ ہے، کائنات ہستی کا خالق اور مالک بھی اللہ ہے غرضیکہ ہر چیز کا خالق، مالک، رازق، نافع اور ضار صرف اللہ ہی ہے' اسی لیے اللہ تعالی اس انسان کو متوجہ کر رہے ہیں تاکہ یہ دانستہ و نادانستہ طور پر توحید کی ڈگر سے ہٹ کر شرک کی کھائیوں میں نہ گر جائے۔انظروا ماذا فی السماوات والارض (یونس) ذرا غور سے دیکھو! زمین وآسمان میں کیا کچھ پیدا کیا گیا ہے۔

(۱) اس فرمان کے مطابق انسان نے غور کرنا شروع کیا انسان سوچنے لگا، بالآخر انسان اس نتیجے پر پہنچا کہ ہاں اس کائنات ارضی وسماوی کو وجود دینے والا، اسے پیدا کرنے والا، اور اس پر حکمرانی کرنے والا کوئی ہے جس نے ہر چیز پر غلبہ دے رکھا ہے تاکہ نظام کائنات صحیح طریقے سے چلتا رہے اس نے نظام بنایا کہ آگ کسی لکڑی کو چھو جائے تو اسے جلا دیتی ہے مگر اس کے اثر کو ختم کرنے کے لئے پانی کو پیدا کیا پانی آگ کو بجھا دیتا ہے ایک خاص قسم کے مچھر کے کاٹنے سے انسان کو ملیریا ہو جاتا ہے مگر ایک خاص قسم کی بوٹی' سنکونا' میں ایک ایسا مادہ رکھ دیا جس سے ملیریا ختم ہو جاتا ہے۔

(جاری)

دارالعلوم سواءالسبیل آپ کی خدمت..........؟

دارالعلوم سواءالسبیل کھانڈی پورہ کولگام جو محتاج تعارف نہیں، پچھلے تیس سال سے اپنی منزلیں طے کرتے آرہا ہے۔الحمدللہ ہزاروں کی تعداد میں اُمت مسلمہ کے ایمان ویقین اور علم وعمل کو بحر علم وعرفان سے پانی پلاتا رہا، جس کے نتیجے میں سینکڑوں حفّاظ وعلماء اور ائمہ پوری وادی میں پھیلے ہوئے ہیں۔اللہ کے فضل وکرم سے روز بروز یہ علمی وایمانی تشنگی بڑھتی ہی جارہی ہے اور طلباء کی تعداد بھی بڑھتی جارہی ہے۔

لیکن دوسری طرف دارالعلوم سواءالسبیل میں طلباء کی رہائش کیلئے جگہ کی بہت زیادہ تنگی ہے۔اس سلسلے میں اَب دارالعلوم میں کچھ تعمیراتی کام کا آغاز ہونے لگا، مسجد شریف کی تعمیر بھی زیر تکمیل ہے۔اس سلسلے میں اہل خیر حضرات سے تعاوُن کی گذارش کی جارہی ہے، مثلاً: آپ اپنے والدین یا کسی رشتہ دار یا خود اپنے لئے صدقہ جاریہ کیلئے یہ کام کرسکتے ہیں کہ☆ ایک کمرہ آپ اپنے ذمہ لے سکتے ہیں۔☆ کھڑکیاں اور دروازے کی لاگت آپ دے سکتے ہیں۔☆ سیمنٹ یا لوہا خود لا سکتے ہیں یا اس کی لاگت دے سکتے ہیں۔☆ آپ ایک کمرے کیلئے اینٹیں فراہم کرسکتے ہیں۔☆ آپ مزدوروں کی مزدوری دینے میں حصہ لے سکتے ہیں۔ وغیرہ وغیرہ یہ سارا کچھ آپ دو یا تین مرحلوں میں بھی ادا کرسکتے ہیں۔

آپ کے خیر اندیش۔ خدّام : دارالعلوم سواءالسبیل کھانڈی پورہ کولگام کشمیر

CHAND SHOLARS
(Sale & Service)
All Solar Photovoltaic Devices (Lighting & Water Heating) Solar Home Lighting, System,s Street Light, Lanterns, Torchs, Invertors, Batteries etc.
NEAR J&K BANK, T.P. BRANCH KULGAM
Cell No's: 9419639044, 9596106546

شادی کے موقعہ پر نماز سے عورتوں کی غفلت

حضرت مولانا اشرف علی تھانوی۔نور اللہ مرقدہٗ

بیاہ شادی کے موقعہ پر عورتیں اکثر نمازیں قضا کر دیتی ہیں، اپنی نکالی ہوئی رسمیں تو ایسی پابندی سے پوری کرتی ہیں کہ گویا بالکل فرض ہیں اور خداوند کریم کے فرضوں سے بالکل غفلت برتتی ہیں اور دلہن جب تک دلہن رہتی ہے نماز پڑھتی ہی نہیں۔نماز پڑھنے کو بے شرمی سمجھا جاتا ہے، یہ عجیب بات ہے کہ کھانے پینے میں شرم نہیں اور نماز پڑھنے میں شرم آڑے آجاتی ہے، کیسی بے جا بات ہے؟ اسی طرح جن چیزوں پر اسلام کی بنیاد ہے اُن میں رمضان کے روزے بھی رکھنا ہے، پُرانی عورتوں کے بارے میں یہ بات مشہور تھی کہ نماز میں تو کوتاہی کرتی ہیں مگر روزوں میں مردوں سے آگے رہتی ہیں مگر آج کل کی اُبھرتی ہوئی نسل، اسکول وکالج کی پروردہ پود روزہ نماز دونوں سے غافل ہے، غافل ہی نہیں نماز روزہ کا مذاق اُڑاتی ہے اور اسلام کے کاموں پر فقرے کسے جاتے ہیں، دُنیا میں ہمیشہ تو نہیں رہنا آخر مرنا ہے، قبر کی گود میں بھی جانا ہے، یہ ٹیڈی فیشن اور موڈرن اسٹائل وہاں کیا کام دے گا، اَفسوس آخرت کی فکر نہیں کرتے گویا ہمیشہ اسی دُنیا میں رہیں گے۔ "یَحسَبُ اَنَّ مَالَہٗ اَخلَدَہٗ" عورت کو چاہے پاک دامن رہے، عزّت وعصمت محفوظ رہے، نسوانیت کا تعلق صرف شوہر سے رہے اور بس! نامحرموں سے دور رہنا اور پردہ کا اہتمام کرنا نظریں نیچی رکھنا بلاضرورت گھر سے باہر نہ نکلنا اور کسی مجبوری سے نکلنا پڑے تو کسی محرم کو ساتھ لیکر خوب پردے کا خیال کرتے ہوئے نکلنا ان چیزوں سے عورت کو عفت وعصمت محفوظ رہ سکتی ہے۔آج کے دَور میں یہی چیزیں ناپید ہورہی ہیں اسکولوں اور کالجوں میں پڑھنے والی بہت سی لڑکیاں تو پردہ کا مذاق بناتی ہیں اور شرم وحیا کو عیب سمجھتی ہیں کالج کے طلبہ اور طالبات آپس میں فرینڈ (دوست) بن جاتے ہیں، جو چیزیں خلافِ عصمت ہیں وہ دوستی میں نبھ جاتی ہیں، پھر بن بیاہی ماؤں کی اولاد کوڑے کے ڈھیروں اور نالوں کی گہرائیوں میں پڑی ملتی ہے، سب نظروں کے سامنے ہے مگر آنکھوں پر ایسے پردے پڑے ہیں کہ شریعت کی پابندیوں کے مطابق بہو بیٹیوں کو چلانے پر مرد بھی راضی نہیں ہیں، آخر ان کے ذہن بھی تو دُشمنانِ اسلام یہود ونصاریٰ نے مسموم کر دیئے ہیں اور آزادی کا زہر پلا کر سب کے دماغوں کو فالج زدہ کر دیا ہے حق بات کوئی اثر نہیں کرتی۔ "فَسَیَعلَمُ الَّذِیْ ظَلَمُوا اَیَّ مُنقَلَبٍ یَّنقَلِبُون" عورت کو چاہیے کہ اپنے شوہر کی فرمانبرداری کرے شریعت میں شوہر کے بڑے حقوق ہیں قرآن شریف میں فرمایا ہے: "اَلرِّجَالُ قَوَّامُونَ عَلَی النِّسَاءِ بِمَا فَضَّلَ اللّٰہُ بَعضَھُم عَلٰی بَعضٍ" مرد حاکم ہیں عورتوں پر اس سبب سے کہ اللہ تعالیٰ نے بعض کو بعض پر فضیلت دی ہے، سورۂ بقرہ میں فرمایا: "وَلِلرِّجَالِ عَلَیھِنَّ دَرَجَۃٌ" اور مردوں کا عورتوں کے مقابلہ میں درجہ بڑھا ہوا ہے۔ان آیتوں میں واضح طور پر مردوں کو عورتوں کا سرپرست اور سردار بتایا ہے، اولاد کی پرورش خانگی امور مرد وعورت دونوں ہی کے باہمی میل محبت اور مشورہ سے انجام پذیر ہوتے ہیں لیکن شوہر کا مرتبہ بڑا ہے، مردوں کو جہاں اللہ تعالیٰ نے جسمانی قوت وطاقت زیادہ دی ہے، وہاں اُسے سمجھ بھی زیادہ دی ہے، حوصلہ، ہمت، بہادری، دلاوری مردوں میں زیادہ ہے اِلّا ماشآء اللہ ان اوصاف کی وجہ سے مرد کو برتری دی گئی ہے اور اسے عورت کا سردار بتایا گیا ہے، جو سردار ہے اُس کی فرمانبرداری ضروری ہوتی ہے ورنہ کاموں میں خلل پیدا ہو جاتا ہے دَور حاضر کی فیشنیبل عورتیں مرد کی سرداری تسلیم کرنے کو تیار نہیں ہیں بلکہ بہت سی عورتیں اپنے کو بیوی اور شوہر کو شوہر کہنے کو بھی آبرو کے خلاف سمجھتی ہیں اور کہتی ہیں کہ مجھے بیوی نہیں بلکہ فرینڈ کہو۔بیوی کہنے میں انسلٹ ہے۔شریعت نے عورت کے لئے کسی ایک مرد سے نکاح کر کے خاص اسی مرد کے ماتحت رہنے کا جو قانون بنایا ہے، اسی دوستی والی بات ہی کو تو ختم کیا ہے۔ دوستی میں ایجاب وقبول، نکاح، گواہ کی کوئی ضرورت نہیں ہوتی جس سے دل ملا، آنکھ لگی ساتھ ہو لیے، یہ طریقہ انبیاء کرام علیہم السّلام کے راستہ کے خلاف ہے بلکہ انسانیت کے بھی خلاف ہے۔آج انسان اپنی انسانیت کی قیمت بھی نہیں پہچانتا۔زندگی کے رُخ کو محض حیوانیت پر ڈال لینے کو کمال ترقی سمجھنے لگا ہے۔

www.khanqah.in

www.khanqah.in

Vol. 14 No: 29 | 09 August 2013 | Friday

Printer,Publisher: Nizam-ud-din Qurashi
Associate Editor: Hafiz Mushtaq Ahmad Thakur
Postal Adress: Post Box No. 1390 G.P.O Srinager
Sub Office: Khandipora Katrasoo Kulgam Kashmir-192232
Phone No: 01931-212198
Mobile: 09906546004
Branch Office: Srinagar Ph: 2481821

Widely Circulated Weekly News Paper
MUBALLIG
Kashmir

Decl. No: DMS/PUB/627-31/99
R.N.I. No: JKURD/2000/4470
Postal Regd. No: SK/123/2012-2014
Posting Date: 10-08-2013
Printed at: Khidmat Offset Press Srinager
e-mail: muballigmushtaq@gmail.com
muballig_mushtaq@yahoo.com.in

اسلام کی بنیادی تعلیمات 5 سے واقفیت

اعداد و تقدیم: (مولانا) حذیفہ بن غلام محمد وستانوی
ناظم تعلیمات و معتمد جامعہ اسلامیہ اشاعت العلوم اکل کوا

توحید فی العبادت: توحید فی العبادات کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو بنایا اس کی پرورش کی اُسے جوان کیا اُسے صحت وتندرستی عطا کی، اسے دو آنکھیں اور دو کان عطاء کیے عقل وشعور بخشا، ہاتھ پاؤں دیئے، غرضیکہ انسان کی کوئی چیز اپنی ذاتی نہیں بل کہ سب منجانب اللہ اسے عطاء کی گئی ہیں جب ذکر واذکار حمد وثناء کسی غیر کے لیے نہیں ہوسکتی ان سب کی مستحق اور لائق صرف اور صرف ایک ہی ہستی ہے جسے اللہ کہتے ہیں جس طرح ذات وصفات میں وہ لاشریک ہے اسی طرح عبادت کے لائق بھی صرف وہی ہے کوئی اور نہیں۔ جو مسلمان پنجگانہ نماز کی ہر رکعت میں پڑھتے ہیں اس میں یہ الفاظ اس پر دلالت کرتے ہیں کہ عبادت بھی صرف اللہ ہی کی ہے ہر مسلمان کہتا ہے۔

ایاک نعبد (فاتحہ) 'ہم خاص تیری ہی عبادت کرتے ہیں' پھر ارشاد ربانی ہے: اعبدوا ربکم الذی خلقکم (البقرہ) اپنے رب کی عبادت کرو جس نے تمہیں پیدا کیا۔ دوسرے مقام پر یوں آتا ہے: فاعبدونی 'میری عبادت کرو' ایک مقام پر آیا ہے: لاتعبد الشیطان 'شیطان کی عبادت نہ کرو' سورج چاند کی پوجا نہ کرو، ستاروں اور سیاروں کی پوجا نہ کرو، صرف اللہ ہی کی پرستش اور عبادت کرو۔

توحید فی الافعال: توحید فی الافعال کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے افعال میں اسے ایک اور یگانہ سمجھا جائے اس کے افعال اور تصرفات میں کوئی دوسرا شریک نہیں ہے، آسمان اللہ نے اکیلے بنایا، زمین اسی نے بنائی، فرشتے، انسان، جنات اللہ نے پیدا کیئے، یہ اسی کا کام ہے کوئی اس کا شریک ومعین نہ تھا، کائنات میں ازل سے تا امروز جو کام ہورہے ہیں وہ اللہ ہی کرتا ہے اس کی مرضی کے بغیر کچھ نہیں ہوسکتا اس کی مرضی کے بغیر انسان کوئی حرکت نہیں کرسکتا، اس کی مرضی کے بغیر کسی درخت کا پتہ بھی حرکت نہیں کرسکتا اور نہ اس کی مرضی کے بغیر کوئی پتہ گر کر زمین پر آسکتا ہے نہ اس کی مرضی کے بغیر بارش ہوتی ہے اور نہ بادل بنتے ہیں اور نہ سمندر چلتے ہیں اور نہ دریا پھرتے ہیں، یہ سارے کام اور تصرفات اسی ایک اللہ کے حکم سے ہوتے ہیں، جو ارادہ وہ کرتا ہے اُس کے لیے پروگرام نہیں بنا تا بل کہ اشارہ کرتا ہے۔ کن فیکون (ہوجا! تو ہوجاتا ہے) ارشاد ہے: فعال لما یرید (جو چاہتا ہے وہی کرتا ہے۔)

احکام: قسط کی ادائیگی مؤخر ہونے کی صورت میں قیمت میں مزید اضافہ، نیز وصول کردہ رقم کی سوختگی اور خریدی ہوئی چیز ضبط کرنا:

آج کل یہ اسکیم نکلی ہے کہ کوئی چیز، مثلاً: گاڑی، کولر، فریج، شوکیس، وغیرہ نقد لینے کی صورت میں ۵/ہزار، اور قسط وار لینے کی صورت میں ۶/ہزار روپئے میں ملتی ہے، تو نقد اور ادھار کی قیمت میں یہ فرق شرعاً منع نہیں، لیکن اگر وقتِ متعین پر قسط نہ ادا کرنے کی صورت میں قیمت میں مزید اضافہ کیا جاتا ہے، یا وصول کردہ رقم سوخت ہوجاتی ہے، اور خریدی ہوئی چیز بھی ضبط کرلی جاتی ہے تو اس طرح کا معاملہ سود اور جوا کو شامل ہے، اور یہ دونوں نصِ قطعی سے حرام وممنوع ہیں۔ (المسائل المهمة : ۱/ ۱۳۰)

صرف انگلیوں اور ہتھیلیوں کے اشارے سے سلام کرنا: بوقتِ سلام صرف ہاتھ یا ہتھیلی کے اشارے سے سلام کا تلفظ کئے بغیر سلام کرنا شرعاً جائز نہیں، اور اس کا جواب دینا بھی واجب نہیں، کیوں کہ صرف انگلیوں کے اشارے سے سلام کرنا یہود کا طریقہ ہے، اور صرف ہتھیلی کے اشارے سے سلام کرنا نصاریٰ کا طریقہ ہے، اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں ان کے ساتھ مشابہت اختیار کرنے سے منع فرمایا ہے، ہاں اگر کوئی عذر ہو، یا کسی وجہ سے سلام کی آواز پہونچنا مشکل ہو تو اشارہ مع تلفظِ سلام (سلام کے الفاظ کی ادائیگی کے ساتھ اشارہ) جائز ہے۔ (المسائل المهمة : ۱/ ۱۵۸)

چاندی کی انگوٹھی پہننا: بادشاہ، امیر، قاضی اور متولیٔ وقف کے لئے مہر لگانے کی غرض سے چاندی کی انگوٹھی، جس کا وزن ایک مثقال یعنی ۴/گرام ۳۷۴/ملی گرام ہو جائز ہے، جبکہ یہ غرض اب فوت ہوچکی، اور دیگر اسٹامپ نے اس کی جگہ لے لی، اس واسطے تمام مردوں کے لئے بلاضرورت انگوٹھی پہننا خلافِ افضل ہے، اور اگر زینت وتکبر مقصود ہو تو مکروہِ تحریمی ہے۔ (لمسائل لمهمة : ۱/ ۱۶۱)

داڑھی کا حکمِ شرعی: داڑھی رکھنا اسلامی وقومی شعار، تمام انبیاء کی سنت، شرافت وبزرگی کی علامت اور چہروں کا جمال ہے، اسی سے مردانہ شکل کی تکمیل ہوتی ہے، اور چھوٹے بڑے کے درمیان فرق ہوتا ہے، لہٰذا ایک مشت داڑھی رکھنا واجب، اور ایک مشت تک پہونچنے سے پہلے منڈوانا، کاٹنا یا کٹوانا گناہِ کبیرہ ہے۔ (المسائل لمهمة : ۱/ ۱۶۹)

حقوق العباد: حقوق العباد کو اسلام میں جو اہمیت دی گئی ہے اس کا کوئی تصور اس سے قبل کسی شریعت یا معاشرے میں نہ تھا اسلامی شریعت میں اس حکم کا خلاصہ یہ ہے۔

درد دل کے واسطے پیدا کیا انسان کو: اگر کوئی محتاج ہو تو اس کی احتیاج دور کرنا' اگر کوئی بیمار ہو تو اس کی عیادت کرنا' بیواؤں کی سرپرستی' یتیموں کی پرورش' مجبور ومعذور افراد کی دست گیری' غیر پڑھے لکھے لوگوں کے لیے تعلیم کا انتظام ایسے معاملات اسلامی شریعت میں بہترین عبادت کا درجہ رکھتے ہیں اسلامی شریعت میں یہ تاکید کی گئی ہے کہ کوئی پڑوسی بھوکا نہ رہے اگر خود پیٹ بھر کر کھالیا اور پڑوسی بھوکا رہ گیا تو یہ کھانا ناجائز ہوگیا۔

انسانوں کے حقوق ادا کرنا اور ہر لحاظ سے انسانوں کا احترام کرنا اور ان کی عزت قائم کرنا اسلامی تعلیمات کے ذیل میں آتا ہے' جو انسان حقوق العباد کی ادائیگی کے مرتبے پر فائز ہوتے ہیں ان کا شمار ارباب سربلند میں ہوتا ہے' یہ وہ انسان ہوتے ہیں کہ جو اپنے آرام وآسائش کو چھوڑتے ہیں اور بہ کمال ایثار دوسروں کے کام آتے ہیں' ایسے ایثار پیشہ اور محبّ انسان وانسانیت لوگوں کو اسلام بلند مقام عطا کرتا ہے اور ان کی رفعت وعظمت کا ذمہ دار ہوتا ہے اگر ہم کو اپنے ماحول میں اور اپنے معاشرے میں غربت وجہالت ملتی ہے اور معاشرے میں ہم دیکھتے ہیں کہ ضرورتمند محتاج موجود ہیں اگر ہماری نگاہیں بداخلاقیوں کو دیکھ رہی ہیں اور اگر ہمارا دل یہ گواہی دیتا ہے کہ معاشرے میں فسق وفجور موجود ہے اور کوئی معذور بے توجہی کا شکار ہے تو باور کرنا چاہیے کہ ہم نے اپنے معاشرے اور سوسائٹی کو قالب اسلام میں ڈھالنے میں کوتاہی کی ہے اور ہمارا دین ایسے حالات میں ہم سے مطالبہ کرتا ہے کہ ہم تعلیمات اسلام سے روشنی حاصل کریں اور اپنے ماحول اور معاشرے کو تمام گندگیوں اور اخلاقی غلاظتوں سے پاک کرنے عزم کریں

قرآن حکیم میں رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ فرمایا گیا کہ لوگ دریافت کرتے ہیں کہ آمدنی کا کتنا حصہ لوگوں پر خرچ کریں، رسول مقبول فرما دیجئے کہ جو کچھ بچ رہے سب دوسروں کو دیدیں، اس کا مطلب یہ نہیں کہ دولت لٹا کر خود بھی سائل ومحروم کے زمرے میں شامل ہوجاؤ، بلکہ مقصد یہ ہے کہ اپنے کو احتیاج میں ڈالے بغیر اپنی آمدنی کا جتنا حصہ دوسروں پر صرف کرسکتے ہو کرو، لطف یہ کہ اسلام یہ نہیں کہتا کہ تم احسان کررہے ہو بلکہ وہ اصرار کرتا رہتا ہے کہ بندوں کا حق ادا کرنا بندوں پر فرض ہے، اللہ کی رضاء کا ذریعہ ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت وپیروی کا عملی طریقہ ہے۔

معذوری کی متعدد اقسام ہیں: ذہنی معذوری، جسمانی معذوری، نابینائی، بے بضاعتی، یہ سب معذوریاں ہیں، ہمارے معشرے میں ایسے افراد موجود ہیں کہ جو حوادث زمانہ کی وجہ سے معذوروں میں شمار ہورہے ہیں تو ایسے تمام افراد معاشرے کے خوش حال، صنعت کار و تاجر، وغیرہ کی توجہ چاہتے ہیں، تقاضائے حقوق العباد یہ ہے کہ تمام معذور افراد کا ہاتھ تھاما جائے اور ان کی باعزت زندگی کا سامان کیا جائے۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو خلوص نیت کے ساتھ حقوق العباد کی ادائگی کی توفیق عطاء فرمائے، آمین یارب العالمین۔

اخلاق وکردار کے فائدے دنیا وآخرت میں: اخلاق وکردار کی تعمیر وتشکیل کے سلسلہ میں اسلام نے دو جامع اصطلاحیں، "تقویٰ اور احسان" اختیار کی ہیں جن پر قرآن وحدیث میں بہت زور دیا گیا ہے نیز تقویٰ واحسان کے مراحل طے کرنے والوں کے لیے اللہ تعالیٰ نے اپنی پسندیدگی کے علاوہ دنیا اور آخرت کے انعامات گنوائے ہیں۔ مثال کے طور پر ذیل کی چند ایک مثالیں ملاحظہ ہوں

۱۔﴿إن للمتقين مفازا حدائق واعنابا وكواعب اترابا وكأسا دهاقا﴾ ترجمہ: بلاشبہ متقیوں کے لیے کامیابی ہے۔ باغات ہیں، انگور ہیں، نوعمر اور ہم عمر بیویاں ہیں، اور مشروبات (دودھ، شہد، اور شربت وغیرہ) سے بھرے جام ہیں۔ (سورۃ النبا)

۲۔﴿للذين أحسنوا في هذه الدنيا حسنة ...... إلى كذلك يجزى الله المتقين.﴾ ترجمہ: جنہوں نے احسان (حسن عمل) کا رویہ اختیار کیا ان کے لیے اس دنیا میں بھی بھلائی ہے اور آخرت کا ٹھکانہ تو ہے ہی بہتر، کیسا اچھا ٹھکانہ ہے۔ متقیوں کے لیے سدابہار باغ ہیں جن میں وہ داخل ہوں گے جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہوں گی۔ ان (باغوں) میں ان کو ہر وہ چیز ملے گی جو وہ چاہیں گے۔ اس طرح اللہ تعالیٰ متقیوں کو جزا (انعام) دیں گے۔

۳۔ والله يحب المحسنين (سورۃ المائدہ) اور اللہ تعالیٰ صرف (اللہ کی رضا کے لیے) نیک کام کرنے والوں کو ہی پسند کرتا ہے۔

۴۔ عن أبي هريرة. قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ثلث منجيات ... المنجيات فتقوى لله في السر والعلانية والقول بالحق في الرضا والسخط والقصد في الغنى والفقر. (بحوالہ بیہقی فی شعب الایمان)

//بقیہ صفحہ 7 پر......//